قرآنِ کریم کی سائنسی تفسیر
ایک تنقیدی مُطالعہ
مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری
ناشر: تاج الفحول اکیڈمی بدایوں
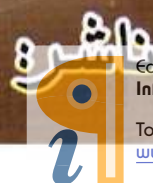
قرآن کریم کی سائنسی تفسیر

(ایک تنقیدی مطالعہ)

مولانا اُسید الحق قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

وفیسر شعبۂ تفسیر کلیہ اصول الدین، جامعہ از مصر)

جن ک رس گاہ میں پہلی مر

''سائنسی تف کے مفہوم سے آشنا ہوا۔

احسان مند

اسی محمد عاصم ری

☆☆☆

پیش لفظ

ازہر شریف میں جب شعبۂ تفسیر میں لثہ کا طالب علم تھا اس وقت سائنسی تفسیر کے معنی اور مفہوم سے آشنا ہوا کے استاذ محترم ڈاکٹر جمال مصطفیٰ صاحب کی کتاب اخل نصاب ، جس کو وہ پڑھایا کرتے ، اس وقت اس موضوع پر استاذ محترم کے لیکچرز بھی سنے اور ان کے علاوہ اس موضوع سے متعلق دیگر کتابیں بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ای سال میں تمام طلبہ کو ایک تحقیقی مقالہ لکھنا ضروری ہوتا ہے نے اسی موضوع پر مقالہ لکھنے کا فیصلہ کیا، جس کے اس موضوع پر مطالعہ کیا نے تقریباً ۲۵ر صفحات میں کے عنوان سے مقالہ لکھ کر جمع کیا۔ پھر تعطیل میں اس کا جمہ کیا جو ۲۰۰۳ء میں ماہنامہ ''مظہر ایوں میں قسط وار ئع ہوا۔ اس کے بعد سہ ماہی ''مجلّہ ای کراچی نے بھی اس کو ئع کیا۔ ۲۰۰۶ء میں صت ایم میں اس موضوع پر مطالعے کا اتفاق ہوا، جس کے نتیجے میں مجھے اپنے سابقہ مقالے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوئی، لہذا نے اس کو از سر نو یب دیا اور بہت ف و اضافات بھی کیے، یہ اضافہ شدہ مقالہ محب امی مولانا خوشتر نورانی نے ماہنامہ ''جام میں کے ما لیا اور جام نور میں قسط وار (اگست ۲۰۰۶ء نومبر ۲۰۰۶ء) ئع کیا۔ جام نور ہی سے لے کر ماہنامہ ''سوئے لاہور نے مارچ ۲۰۰۷ء کی میں مل کیا ان تمام رسائل کے ذمہ داران کا مشکور ہوں جنھوں نے اس مقالے کو کسی قابل سمجھ کر ئع فرمایا۔

اب ل اکیڈمی ایوں اس کو کتابی شکل میں ئع کر رہی ہے، میرا ارادہ تھا کہ جب یہ مقالہ کتابی شکل میں ئع ہوگا تو اس میں کچھ اضافے کروں گا دوسری اہم مصروفیات کی

⌘ سے اس و➔ اس ا⑩ ے کو عملی جامہ ⊠ پہنانا ممکن نہیں ہے۔

مجھے ⑩ بھی شدت سے اس کمی کا احساس ہے کہ مقالے میں ''غیر مقبول سائنسی تفسیر'' کی مثالوں کے ساتھ ''مقبول ا⑩ر 🕮 سائنسی تفسیر'' کی بھی چند مثالیں ⊠ چا ♍ تھیں۔ موضوع سے انصاف کا تقاضا تو یہی تھا، مگر فی الحال ➔ ایسا نہیں ⊠ پیا جس کا مجھے افسوس ہے۔

مقالہ جیسا بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ ➔ ا⑩ ہ ◘ ہوں کہ مقبول ا⑩ر 🕮 سائنسی تفسیر کے سلسلے میں ا📪 مستقل مقالہ لکھوں۔

اسیر📪 محمد عاصم⑩ری
مدرسہ⑩ر🖂یہ ایوں

تمہید

گذش وصدیوں ے ورا نیا میں عظیم علمی اور سائنسی انقلاب یا ہے۔ علو ہ اور
ٹیکنالوجی کے اس انقلاب نے حق طل، فتح وشکست، علم وجہل اور کامرانی کامی کے سارے
معیار اور پیما ل کر رک ہیں، تھیوری سائنس کی موٹی کتابوں سے نکل یکٹیکل کی حد
میں اخل ہوگئی۔ معقولات نے محسوسات اور محسوسات نے مشاہدات وسعت اختیار کرلی،
نیا کا کوئی، جما قوم اس انقلاب سے محفوظ نہ رہ سکی۔ چنانچہ اس انقلاب نے
ا اسلامیہ کو بھی علمی، فکری اور عملی شعبے میں کیا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس انقلاب
کے مثبت ات ونتائج وسروں کے حصے میں آئے اور منفی ات ملت بیضا کو قنا
ی، وہ قوم جو پہلے ہی زوال وانحطاط کے ہا کھڑی اس حملے ا نہ کرسکی۔ یہ
ا الگ بحث ہے کہ زوال ملت مغربی انقلاب کے پھر مغربی انقلاب کی راہیں زوال
ملت کی سے ہموار ہوئیں، بہرحال یہ تسلیم کرلیا کہ مغربی انقلاب، علو ہ اور زمانے کی
رفتار ہی بہت کچھ اس زوال کے ذ ار ہیں۔ اس خیال نے ا نئی فکر کو کہ ملت کو زوال کی
پستیوں سے نکال کر او لے جانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ زمانے ق رفتاری کا ساتھ
جائے اور ان علو ہ ہی کو کلمہ ھا کر مسلمان کرلیا جائے، مگر بعض لوگوں نے اس فکر کو
زوال قوم اور شکست خو ہ ذہنیت کا احساسِ کمتری، چنانچہ یہیں سے قدا ستی
او ت پسندی کی کشمکش شروع ہوگئی۔ ملت کی فکری سطح وقسم کے مکا فکرو میں آگئے
ا ونوں مکا کے علم ومت سمتوں میں سفر کرنے لگے، ا نے نواسنجی کے شوق میں
صحن چمن او کی قیدا ی وسرے نے بلبل کی نوائے شیر گل کے تبسم کو بھی

تو ہین گلشن یے اط وتفریط کی اس کشمکش ہ فکری سطح ھ کر تعلیمی، ثقافتی اور تہذیبی
سطحوں وسیع ہو ، ظا ہے کہ پھر علوم اسلامی اس کیوں ن ؟ نتیجتاً تفسیر اور علوم
آن کو بھی اس معرکہ آرائی میں مشق ستم بنالیا ۔ طبقہ نئی ای او تحقیق آن
کے مطا آن کو اس کے مطا کر اصرار کرنے لگا وسرے طبقے نے
صدیو انی تفسیرات ہی کو حرز جاں بنائے ر ز اور اس میں حرف کی تبدیلی بھی
گوارا نہ کی، کیونکہ نئی چیز مار میں مقبول ہوتی ہے ا انی چیز اس کے سامنے اپنی کشش کھو
بیٹھتی ہے۔ لہٰذا ا وسری فکر کو قد ا ستی اور تنگ نظری کہہ کر ٹکسا ، جبکہ پہلی
فکر کو روشن خیالی او ت پسندی خوب مقبولیت حاصل ہوئی۔ ائی اور مقبولیت
اس حد پہنچ گئی کہ روشن خیال، بلند فکر اور محقق کہلانے کے یہ ضروری سمجھا کہ اس
موضو ضرور قلم ا جائے۔ چنانچہ آن اور سا کے عنوان رجنوں کتابیں منظر
عا آگئیں، ان کتب کا گہرا مطالعہ کر کے ہم ان کے کوئی طبقات میں تقسیم کر
ہیں۔ مثلاً طبقہ وہ ہے جو مغربی علوم اور اس قی سے بے پناہ اور مرعوب ہے
ساتھ ہی وہ اپنی وابستگی اسلام سے بھی رکھنا چاہتا ہے، چنانچہ اس طبقے آن اور سائنس کی
تطبیق اپنی تحقیق کا آغاز کیا مگر تحقیق کے پہلے ہی مرحلے میں سائنس اور اس کی تما
تحقیقات کو حرف تسلیم کر لیا او آن کو ان تحقیقات کے مطا ان تحقیقات آن کے
مطا کرنے میں ی چوٹی کا زور ، اب ت ان کے تسلیم ہ حقائق کا ساتھ نہ
ے سکیں تو بجائے اس کے ک آنی ات کے سا تحقیق ڈا ی جاتی اور سائنسی
تحقیقات میں نی کی جاتی ان حضرات نے اپنے تسلیم شدہ معانی پہنانے کے آنی
ت میں ویل، تکلف، تحکم اور کھینچ ن سے بھ ریغ نہیں کیا اور اس کام کو اپنے زعم میں اسلام
او آن کی جلیل القدر ۔ ان میں وسرا طبقہ ایسا ہے علو آن
میں تو خا رک ہے مگر عصری علوم اور سائنس وغی ہ گہری نظر نہیں ہے ان حضرات کی
اس قدر تحقیقات نے وہ گل بوٹے کھلائے کہ اغیار کی نظر میں آن کا ا ہونے کی
بجائے الٹا اسلام او آن کا مذاق بن کر رہ ۔ بعض حضرات سائنس اور عصری علوم میں کچھ

ہ ہی گہری نظر ر ان لوگوں نے آن کو کتاب ہدایہ کی بجائے کس، کیمسٹری،
زولوجی ٹنی اور اسٹرانومی کی کتاب بنا کر ۔ چوتھا اور ی طبقہ اُن عالی مر
محققین کا ہے جن کو نہ تو علو ان کا کوئی خاص رک ہے اور نہ ہی علوم عصریہ سے کوئی واسطہ ہے
یہ حضرات محض محققین اور روشن خیالوں کی صف میں مل ہونے کے شوق میں قلم لے کر میدان
میں گئے اور وہ وہ تحقیقی گل افشانیاں کیں کہ....

کدے میں بیاں کروں تو صنم بھی بولے ہری ہری

(اقبال)

نظر مقالے میں ہم اسی اط و تفری تفصیلی اور تنقیدی نظر ڈالیں گے۔ ہم نے
عرض کیا تھا کہ اس طر تفسیر کے انتہا پسند حامی بھی ہیں اور مخالف بھی۔ ون وہ اپنے
اپ لائل ر ہیں ہم ذیل میں یقین لائل کا تفصیلی ہ لیں گے اور میں اس
طر تفسیر الپی قص رائے کا اظہار کریں گے۔

☆☆☆

سائنسی تفسیر کا مفہوم

اسلا امی ڈاکٹر جمال مصطفیٰ النجار اس طر تفسیر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible] (۱)

آن کی وہ آیت جو انفس و آفاق کے بارے میں و ہیں ان کا بیان اور سائنسی ای ات اور تحقیقات کے ذریعے ان کی شرح۔

ی طر اس طر تفسیر کے جواز کے لیلیں ی جاتی ہیں:

ا تو یہ کہ آن کریم میں تمام علوم اولین و ین مو ہیں وسری یہ کہ اس قسم کی تفسیرات سے اس سائنس ور میں آن کریم کا اعجاز ہوتا ہے، جس سے آج کے سائنس ماغ کو اسلام سے یب لانے میں ملے گی، سائنسی تفسیر کرنے والے کسی سائنسی نظریہ کو آن کریم کے مطابق کر کے کھاتے ہیں کہ آن کسی ن کا کلام ہوتا تو اس میں وہ سائنسی نظریہ کیسے ہوسکتا تھا جس کا انکشاف آن کریم کے ول کے ہ سو سال بعد ہوا ہے، یہ اس بات کی لیل ہے کہ آن کسی ن کا نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ اس سلسلے میں آن کریم کی جو آیت پیش کی جاتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(الف [illegible]

جمہ: ہم نے اری ہے آپ پر یہ کتاب اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا۔

(ب [illegible]

جمہ: نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔

(ج [illegible]

ترجمہ: نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی ہے روشن کتاب میں۔

[illegible]

ترجمہ: ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن واقعی حق ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کچھ آیات ہیں جو سائنسی تفسیر کے حامیان اس طرز تفسیر کے جواز میں پیش کرتے ہیں، ان آیات کے معنی و مفہوم پر ہم آئندہ صفحات میں تفصیلی گفتگو کریں گے، ان قرآنی آیات کے علاوہ اس طرز تفسیر کے حامی بعض اسلاف کی کتب سے بھی دلیل لاتے ہیں۔ مثلاً امام غزالی، امام فخر الدین رازی، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ نے بھی قرآن کریم سے نیا جہان کے علوم وفنون کے استخراج واستنباط کی نہ صرف دعوت دی ہے بلکہ عملی طور پر تفسیر اور علوم قرآن پر لکھتے وقت ان علوم سے استفادہ بھی کیا ہے۔

ہم یہاں اختصار کے ساتھ بعض متقدمین کی آرا کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں تاکہ سائنسی تفسیر کے حامیوں کا موقف واضح دلائل کے ساتھ سامنے آسکے۔

امام غزالی کی رائے:

امام غزالی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں [illegible] کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ اس باب کے بعض مقامات کا ترجمہ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

امام غزالی فرماتے ہیں کہ:

> جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کا معنی صرف وہی ہے جو کہ لفظی اور ظاہری ترجمہ ہے جس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے وہ یہ جان لے کہ وہ اپنی فہم اور اپنی معلومات کی حد تک وہ درست سمجھتا ہے مگر درحقیقت وہ خطا پر ہے۔ اس لئے کہ اخبار و آثار دلالت کرتے ہیں کہ ارباب فہم کے لئے معانی قرآن کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اللہ اپنے بندے کو قرآن کا فہم عطا فرماتا ہے۔ اگر قرآن کے معانی صرف ظاہری ترجمہ و تفسیر تک محدود ہیں تو پھر اس فہم کا کیا مطلب ہے؟

آگے چل کر فرماتے ہیں:

بعض علمانے کہا ہے کہ آیت کے ساتھ ارفہم ہیں بعض یگر علا ماتے ہیں کہ آن وسو علوم پر مشتمل ہے۔

ماتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ "جو اولین و آخرین کے علوم جاننا چاہتا ہے وہ قرآن میں تفکر کرے" ظاہر ہے کہ یہ صرف ظاہری معنی سمجھنے سے حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ کے افعال وصفات میں جملہ علوم داخل ہیں اور قرآن میں انہیں افعال وصفات کی شرح ہے لہٰذا ان علوم کی کوئی انتہا نہیں ہے اور قرآن میں ہر علم کی طرف اشارہ موجود ہے۔

آگے ماتے ہیں:

بلکہ وہ علوم نظریات ومعقولات جن میں خلائق کی ہیں ان کی طرف بھی قرآن میں رموز واشارات موجود ہیں۔ جو صرف اہل فہم پر روشن ہوتے ہیں۔(۶)

امام غزالی نے اپنی دوسری کتاب "جواہر القرآن" میں بھی اس مسئلے کی تفصیلی بحث کی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے چوتھی اور پانچویں فصل اس موضوع کے خاص کی ہے۔ چوتھی فصل میں انہوں نے قرآن کریم سے علوم کے استخراج کی کیفیت بیان کی ہے اور پانچویں فصل میں کے عنوان سے علم طب، نجوم، ہیئت وفلکیات، تشریح الاعضاء، سحر اور طلسمات کی طرف قرآنی اشارات کی ہی کی ہے۔

میں ماتے ہیں:

قرآن میں تفکر کرو اور اس میں عجائب وغرائب تلاش کرو، تم اس میں علوم اولین وآخرین کا مجموعہ پاؤ گے اور یہ فکر تمہیں اجمال سے تفصیل کی طرف لے جائے گا۔ کیونکہ علوم قرآن ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔(۷)

امام فخر الدین رازی:

امام غزالی کی طرح امام رازی نے بھی اس سلسلے میں کافی کچھ لکھا ہے اور قرآن میں تفکر کرکے اس کی مدد سے علوم اولین وآخرین اور علوم کا استخراج کیا ہے۔ آپ نے

اپنی معروف تفسیر "تفسیر کبیر" میں اس سلسلے میں بڑی طویل بحثیں فرمائی ہیں، جو آیات جوز مین وآسمان، شمس وقمر اور کواکب وجبل اور انسان کی روح وجسم کے سلسلے میں اشارات کرتی ہیں ان کی تفسیر میں اپنی عقل ورائے کے علاوہ ان علوم عقلیہ سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے جو آپ کے زمانے میں رائج تھے۔ اس تفسیر میں عقل وفلسفے کا رنگ کچھ اس حد تک غالب ہے کہ بعض حضرات نے تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تفسیر کبیر میں تفسیر قرآن کے علاوہ ہر چیز موجود ہے" غالباً امام صاحب کو اس تنقید کا پہلے سے ہی اندازہ تھا لہٰذا ایک مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:

> ممکن ہے کہ بعض جاہل اور احمق قسم کے لوگ یہ اعتراض کریں کہ آپ نے تفسیر قرآن میں علم ہیئت ونجوم وغیرہ کی بھرمار کر دی ہے اور یہ طرز تفسیر درست نہیں ہے۔ جواباً اس شخص سے کہا جائے گا کہ اگر عقل سے کام لیتے ہوئے تم صرف قرآن ہی میں غور و فکر کرتے تو اپنے اس قول کا بطلان تم پر واضح ہو جاتا۔ (۸)

اس کے بعد آپ نے مختلف وجوہ سے اس قول کا بطلان ثابت کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی کی رائے:

امام سیوطی نے اپنی کتاب [illegible] میں [illegible] (۶۵ ویں نوع قرآن سے مستنبط ہونے والے علوم کے بیان میں) کے عنوان سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ امام غزالی کی طرح آپ بھی قرآن میں غور وفکر کر کے علوم اولین وآخرین کے استنباط واستخراج کی دعوت دیتے ہیں۔ امام سیوطی نے مختلف احادیث اور اقوال صحابہ پیش کرنے کے بعد علامہ ابن ابی الفضل المرسی کی تفسیر سے ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے۔

علامہ المرسی فرماتے ہیں:

> قرآن میں علوم اولین وآخرین جمع کر دیے گئے ہیں یہاں تک کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں قرآن نے اشارہ نہ کیا ہو۔

پھر آپ نے ان علوم کا ذکر کیا ہے جو علماء نے قرآن سے اخذ کیے ہیں۔ مثلاً قرأت، تفسیر، اصول، فقہ، تاریخ، قصص، مواعظ وحکم، الامثال، تعبیر، فرائض اور علم المواقیت وغیرہ۔

پھر فرماتے ہیں:

ان علوم کے علاوہ اور بھی بہت سے علو آن میں ہیں مثلاً علم طب ل،
علم ہیئت، علم ہندسہ، جبر ومقابلہ نجوم وغیرہ۔

پھرا یت کی طرف ر ہے جن سے (ان کی تحقیق کے مطابق) ان علوم کا استخراج واستنباط ہے۔

علامہ المرسی کے اس طویل اقتباس کے بعد امام سیوطی اپنی را یتے ہو ماتے ہیں:

کہتا ہوں کہ اللہ کی کتاب مشتمل ہے اور جہاں انواع علوم کی ت ہے تو کسی علم کا ب اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کی طرف آن میں رہ نہ ہو آن میں عجا المخلوقات ہیں، ملکو ت والارض ہیں جو کچھ افق اعلیٰ اور ئی میں ہے وہ کچ آن میں ہے (۹)

ان متقدمین کی مذکو لا عبارات کو سائنسی تفسیر کے حامی اکثر اپنے حق میں پیش کرتے ہیں۔

☆☆☆

ین ومعاصرین کی آرا

یہاں ت اور بھی قا ذکر ہے کہ سائنسی تفسیر کے حا قسم کے ہیں۔ کچھ لوگ نہا انتہا پسند اور واقع ہوئے ہیں، وہ اس طر تفسیر کو اس زمانے میں ض ار یتے ہیں، وہ اس سلسلے میں کسی شر کسی حد کو قبول کر نہیں ہیں اور سائنسی تفسیر کے کو قدا نظر، جاہل اور احم وغیرہ جیسے ت سے نوازتے ہیں۔

سائنسی تفسیر کے حامیوں وسرا طبقہ ان علما کا ہے جو اس طر تفسیر کے حامی ضرور ہیں مگر اس میں ، مبالغہ اور انتہا پسندی پسند کرتے ہیں۔ ان حضرات نے اس کے کچھ شرائط اور حد مقرر کی ہیں اور ان سے تجاوز کو یتے ہیں۔ پہلے ہم غالی اور طبقے کے لائل وآرا کا ہ لیں گے۔

علامہ وی الجو ی (م۱۹۴۰ء):

وی اس جما کے روح رواں ہیں جو سائنسی تفسیر کو نہ صرف بلکہ اس کے وجوب ضیت کا فتو یتی ہے آن اور سائنس کے موضو آپ نے رجن سے

مذکورہ کتابوں کے علاوہ ۲۵ رجلدوں میں قرآن کریم کی مکمل تفسیر بھی تصنیف فرمائی ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک یہ واحد سائنسی تفسیر ہے جو سورۂ فاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک پورے قرآن کو محیط ہے اور بعد کے سائنسی مفسرین کافی حد تک اس تفسیر کے خوشہ چیں ہیں۔ کتاب کا نام ''الجواہر فی القران الکریم'' ہے۔ اس تفسیر میں علامہ موصوف نے بڑی محنت کی ہے اور قرآن کی ہر آیت سے (چاہے وہ کسی بھی موضوع پر ہو) زولوجی، گیلوجی، بوٹنی، اسٹرانومی، میڈیکل سائنس، [illegible]، جغرافیہ اور ایگریکلچر سائنس جیسے صدہا علوم وفنون کا استخراج کر کے قرآن کا اعجاز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس اجتہاد اور استخراج میں انہوں نے جو جانفشانی اور عرق ریزی کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اس کوشش میں انہیں جس تکلف، تاویل، تحکم اور کھینچ تان کا سہارا لینا پڑا ہے اس پر ہم کوئی تبصرہ کیے بغیر علامہ موصوف کے شاگرد رشید اور سائنسی مفسرین کی صف کے ایک نامور محقق ڈاکٹر حنفی احمد کی ایک عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

> ہمارے استاذ محترم شیخ طنطاوی جوہری مرحوم نے اس (یعنی سائنسی تفسیر کے) سلسلے میں بڑی کاوش کی ہے اور اپنی تفسیر میں بڑی تفصیلی بحث فرما کر مختلف علوم وفنون کو بیان کیا ہے جن کی طرف قرآن نے رہنمائی کی ہے مگر انہوں نے بعض جگہ بلاضرورت کلام کو طویل کر دیا ہے اور آیات کے معانی کی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اپنے بیان کردہ معانی اور آیات کے درمیان تطبیق وجمع کی پرواہ بھی نہیں کی ہے اس سے علم منزل کی مقدار کم ہوگئی ہے (۱۰)

ذیل میں ہم علامہ جوہری کی اسی تفسیر کے بعض مقامات کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ علامہ جوہری کی فکر کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

ایک جگہ فرماتے ہیں:

> اے امت مسلمہ! علم میراث کے بارے میں صرف چند آیات ہیں جو علم ریاضی کا ایک چھوٹا سا شعبہ ہے تمہارا ان سات سو آیات کے بارے میں کیا خیال ہے جن میں دنیا بھر کے عجائبات موجود ہیں؟ یہ سائنس کا زمانہ ہے یہ اسلام کے ظہورِ نور کا زمانہ ہے اور ترقی کا زمانہ ہے تو کیوں نہ ہم ان سات سو آیات کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو ہمارے اسلاف نے چند آیات میراث کے ساتھ کیا

ہے میں کہتا ہوں الحمدللہ تم اس تفسیر میں علوم کا خلاصہ اور نچوڑ پاؤ گے۔ ان علوم میں تحقیق علم میراث میں تحقیق سے زیادہ افضل و اہم ہے کیونکہ علم میراث صرف فرض کفایہ ہے اور یہ علوم معرفت الٰہی میں زیادتی کا سبب ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان پر ان کی تحصیل اور تحقیق فرض عین ہے۔ جن علوم کو ہم نے تفسیر میں داخل کیا ہے یہ وہ علوم ہیں جن سے کوتاہ نظر، مغرور اور جاہل فقہا غافل رہے۔ اب یہ انقلاب کا زمانہ ہے اور حقائق کے ظہور کا زمانہ ہے (۱۱)

جس طرح علامہ جوہری نے علم میراث پر غصہ کیا ہے اسی طرح آپ اور مقام پر علم فقہ پر بھی اپنے مخصوص انداز میں تنقید فرما کر سائنسی تفسیر کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> کیوں علمائے اسلام نے علم فقہ پر بیسیوں ہزار کتابیں لکھ ڈالیں جبکہ علم فقہ کے سلسلے میں چند آیات ہیں جو سو پچاس آیتوں سے زیادہ نہیں ہیں پھر کیوں علم فقہ میں تالیف وتصنیف کی جائے اور کائنات کے اُن علوم سے منہ موڑ لیا جائے جن کے ذکر سے کوئی سورہ خالی نہیں ہے۔ سات سو پچاس آیات ایسی ہیں جن میں صراحۃً (یہاں لفظ صراحۃً بھی قابل غور ہے۔ لکھنے والا) ان علوم کا ذکر ہے، ان کے علاوہ سیکڑوں آیات ایسی ہیں جن میں صراحۃً نہ سہی لیکن اشارتاً ان علوم کا ذکر ہے تو کیا عقل وشرع اس بات کو جائز قرار دیتے ہیں کہ جس علم کے متعلق صرف چند آیات ہیں ان میں تو مسلمان مہارت حاصل کریں اور جن علوم کے سلسلے میں کثرت سے آیات ہوں ان سے غافل رہیں؟ ہمارے آباء واجداد نے علم فقہ میں مہارت حاصل کی تو اب ہم علوم کائنات میں مہارت حاصل کریں تاکہ اس کے ذریعے ہم امت مرحومہ کو ترقی اور عروج سے ہمکنار کریں۔ کیا مسلمان نہیں دیکھتے کہ اب یہی علوم اصل حقیقی علوم ہیں اور یہی معرفت الٰہی کے علوم ہیں علم فقہ امت کی حفاظت کے لئے ہے اور یہ علوم اللہ کی معرفت اور امت کی حیات کے لئے ہیں اور ظاہر ہے کہ امت کی حفاظت، امت کی حیات سے زیادہ اہم

> نہیں ہے کیونکہ اگر سرے سے حیات ہی نہ رہی تو پھر حفاظت کس چیز کی کی جائے گی۔(۱۲)

علامہ جوہری صاحب کے ان خیالات کسی تبصرے سے بے نیاز ہیں۔ بس اتنا عرض ہے کہ علامہ صاحب کی رائے کتنی ہی صائب کیوں نہ ہو مگر تنقید کا یہ انتہا پسندانہ انداز اور مخالفت و موافقت میں یہ بہرحال کسی طرح بھی پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ساتھ ہی اُن کے مخالف کو یہ کہنے کا حق بھی ہے کہ ہم اس کی حفاظت ہی اس لیے کر رہے ہیں کہ اس کی حیات رہے۔ ظاہر ہے کہ حفاظت نہ کی گئی تو حیات سے ہی ہاتھ دھونے کا صد فی صد امکان ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن الکواکبی:

علامہ کواکبی زمانے کے لحاظ سے علامہ جوہری سے مقدم ہیں مگر تفسیر اور [illegible] کے اعتبار سے ان سے [illegible] کے ہیں۔ آپ کی ایک کتاب [illegible] اسی موضوع پر ہے یہ کتاب آج سے ساٹھ ستر سال قبل کی مطبوعہ ہے۔ اس میں علامہ موصوف نے سائنسی تفسیر کی [illegible] و مد سے حمایت کرتے ہوئے قرآن کی متعدد آیات سے ہیئت و ہندسہ اور فلکیات و طب وغیرہ کے مسائل استخراج فرمائے ہیں۔ اس کتاب میں موصوف نے قرآنی آیات، احادیث اور امام غزالی ورازی وغیرہ کے اقوال (جن میں سے بعض ہم نے گذشتہ صفحات میں ذکر بھی کیے ہیں) سے اس طریقے کا جواز پیش کیا ہے۔

لکھتے ہیں:

> ان [illegible] صدیوں میں سائنس نے وہ علمی حقائق آشکارا کیے ہیں جن کی دریافت اور ایجاد کا سہرا علمائے یورپ اور امریکہ کے سر ہے لیکن قرآن [illegible] نظر سے پڑھنے والا ان سارے حقائق کو کہیں صراحۃً اور کہیں اشارتاً پائے گا کہ قرآن نے ان کو صدیوں قبل ہی بیان کر دیا ہے۔ بعض حقائق اب تک پردۂ خفا میں ہیں کہ آئندہ زمانے میں ان کے انکشاف کے بعد قرآن کا معجزہ ثابت ہو اور یہ [illegible] کہ یہ اس ذات کا کلام ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اور جس کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

> قرآن کے اعجاز کا مسئلہ ہے اور دین کا اہم ترین مسئلہ ہے گذشتہ ادوار کے علما اس پر رنہ کہ اعجاز قرآنی کے اس اہم ترین مسئلے کو کماحقہ کریں۔ وہ صرف ان پر تو تکیہ کیے بیٹھے جو بعض اسلاف نے کہی ہیں کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت ہی اس کا معجزہ ہے اور صرف یہی اس کا معجزہ ہے کہ اس روم رے میں قبل از وقت ی کہ اہل روم شکست کے بعد عنقریب پھر غالب ہوں گے۔
>
> یہ علما بعض نظر اسلاف کی رائے سے اختلاف کرنے کی جرأت نہیں ر چنانچہ یہ تکفیر ہ ہو گئے اور ہلاک ہو گئے (۱۳)

علامہ طاہر ابن عاشور:

علامہ موصوف نے ''التحریر والتنویر'' م سے قرآن کریم کی مبسوط تفسیر تصنیف فرمائی ہے جو رجن ہ مجلدات مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں آپ نے علوم قرآن کے مختلف شعبوں س وقیع مقدمات تحریر فرمائے ہیں دسواں مقدمہ آپ نے ''اعجاز القرآن'' کے عنوان سے خاص کیا ہے۔ مقدمے کی ابتدا میں آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ:

> آپ اس مقدمے میں چند ایسے اصول اور نکات ملاحظہ فرمائیں گے جن سے اب اعجاز آ لکھنے والے علما قلانی، الرومانی، عبدالقاہر الجرجانی، بی، قاضی عیاض اور سکاکی وغیرہ غافل رہے لہٰذا اس مقدمے کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۴)

اس مقدمے کو بغور پڑھنے کے بعد اپنے ناقص فہم کے مطابق جو کچھ ہماری سمجھ میں آسکا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعجاز قرآن کی تین جہتیں ہیں۔ پہلی اور دوسری جہت تو علوم عربیہ اور فصاحت و بلاغت سے متعلق ہے جبکہ تیسری جہت کے متعلق علامہ موصوف لکھتے ہیں:

> قرآن کے اعجاز کی تیسری جہت وہ علوم ہیں جو اس کے معانی میں ودیعت کیے گئے ہیں اور حقائق علمیہ و علوم کی طرف وہ اشارات ہیں ول قرآن کے زمانے میں عقل انسانی وہاں تک نہیں پہنچ سکی اور اس کے بعد بھی صدیوں تک فکر انسانی کی رسائی وہاں تک نہ ہوسکی۔ اب عصر حاضر میں وہ حقائق

آشکارا ہوئے ہیں جس سے آن کا اعجا ہوا ہے اور اعجا آنی کی
یہی وہ جہت ہے جس سے ابوبکر الباقلانی اور قاضی عیاض وغیرہ غافل رہے۔

(۱۵)

پھر کچھ آگے ماتے ہیں:

اس تیسری جہت سے آن پورے کے معجزہ ہے اور یہ ایسا
معجزہ ہے کہ زمانے کی رفتار کے ساتھ یہ بھی مستمر اور رواں کہ غیر عرب
اقوام اس معانی یکھیں اور اس کے احکام اور اخلاقیہ
وغیر یکھ کر اس کے اعجاز راک کر سکیں۔ (۱۶)

ڈاکٹر حنفی احمد کی رائے:

ڈاکٹر موصوف علامہ جو ی کے ہیں اپنے استاذ کی طرح انہوں نے بھی اس موضو
کافی لکھا ہے ان اس قدر تصنیف اس و ہمارے
پیش نظر ہے۔

مقدمے میں ماتے ہیں:

ی عجیب ت ہے کہ اس صدی کے اوائل میں سائنس اور علو ہ نے
جو وسعت قی حاصل کی ہے اس و سوائے چند حضرات کے اب
لوگوں نے ا قائق کی طرف نہیں کی آن نے حیات و کائنات
رے میں بیا مائے ہیں (۱۷)

اس کے بعد آپ نے اس عدم کے چند اسباب بیان کیے ہیں۔ ان کی رائے میں اس کا
سے اہم یہ ہے:

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے جو وراثتاً چلا آ رہا ہے ان صرف ہدای وا کی
کتاب ہے حقائق کو قائق علمیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (۱۸)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

لکل وہی عقیدہ ہے جو قدیم یورپ میں چلا آ رہا تھا کہ آسمانی کتب کائنات
کے قیق کی حامل نہیں ہوتیں بلکہ وہ صرف ن کی ہدای وفلاح کا سامان

ر ہیں اور یہ کہ علم وسائنس ا ین و مذ، و متغ چیزیں ہیں جو کبھی آپس
میں جمع نہیں ہوسکتیں۔(۱۹)

پھر انہوں ی تفصیل سے آن میں علوم کائنات کی مو گی اور ان کے استخراج کے
حق میں لائل ہیں۔

لکھتے ہیں کہ:

آن اپنے اسلوب بلا اور معانی کی بلندی اور جوا میں معجزہ ہے
آن ان واقعات اور قصص کے اعتبار سے معجزہ ہے جو اس نے ا ئے
سابقین (علیہم السلام) اور ان کی اقوام رے میں بیان کیے ہیں جن کو
اس زمانے میں سوائے اہل کتاب کے اور کوئی نہیں جانتا تھا آن معجزہ ہے
اپنے حکیمانہ احکام کے اعتبار سے جو زمانے اور مکان میں عین فطرت
بشری کے مطابق ہیں۔ اسی طرح وہ معجزہ ہے ان علوم و حقائق کے اعتبار سے
جن کو اس نے انفس و آفاق رے میں بیان کیا ہے، اس کہ ان حقائق
کو نہ تو کوئی اس ول سے قبل جانتا تھا نہ ہی صدیوں بعد کوئی وہاں
پہنچا یہاں کہ علو ہ اور سائنس نے اپنے تجربے اور مشاہدے کے
ذریعے س قبل ان کو کیا ہے آن ان تمام جہتوں کے اعتبار سے
معجزہ ہے اور اسی ہمہ جہت معجزہ نمائی اس نے اور ین کو
اس جیسی کتاب لا رہا چیلنج کیا۔(۲۰)

اس کے بعد آپ نے ت کی ہیں جن میں جن وانس آن کے مقابلے کا چیلنج کیا
ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں آن زمان و مکان کی قید سے ماورا کے
زل ہوا ہے عرب والوں کے بھی اور غیر عرب کے بھی تو ظا
ہے کہ غیر عربی کے اس کے معجزۂ کبریٰ یعنی معجزہ اسلوب و بلا کا
راک بہ شوار ہے لہٰذا ان کے یگر معجزات ہیں جو اس کے معانی

میں پوشیدہ ہیں کہ ان کے ذریعے سے غیر عرب کے قرآن کے اعجاز کا

ادراک ممکن ہوا اور ان پر قرآن کے صدق دعویٰ کی حجت تمام ہو جائے۔(۲۱)

ڈاکٹر جمعہ علی عبدالقادر:

فضیلت مآب ڈاکٹر جمعہ علی عبدالقادر جامعہ الازہر کے شعبۂ تفسیر میں علوم قرآن کے استاذ ہیں۔ راقم الحروف کو بھی آپ سے استفادہ کا شرف حاصل ہے، تفسیر اور علوم قرآن میں آپ کی گہری نظر ہے ہیں اس موضوع پر بیسیوں قیمتی کتابوں کے علاوہ بے شمار مقالات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اس وقت آپ کی ایک نہایت تحقیقی تصنیف راقم کے پیش نظر ہے اس میں آپ نے سائنسی تفسیر پر تفصیلی بحث فرمائی ہے جو تقریباً سو صفحات پر مشتمل ہے۔

فرماتے ہیں:

> بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن تشریع و معاملات کی کتاب ہے بعض کہتے ہیں کہ عمل و عبادات کی کتاب ہے بعض لوگوں کا ماننا ہے کہ وہ توحید و ایمان کی کتاب ہے بعض کی نظر میں وہ بلاغت و ادب کی کتاب ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ کتاب ہے (یعنی جمع کر کے محفوظ کی ہوئی) تمہیں جس چیز کی جستجو ہو تم اس میں پاؤ گے کیونکہ اللہ کی جانب سے وہ ایک معجزہ ہے اس دیگر وجوہِ اعجاز کے ساتھ ایک علمی اور سائنسی اعجاز بھی ہے جس نے ین و ین کے منھ بند کر دیے ہیں۔
>
> اعجاز قرآنی کے اس پہلو پر ہم تفصیلی گفتگو کریں گے کیونکہ یہ ایک نزاعی مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن ان اشیا (یعنی سائنسی پہلو) کا متحمل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اس کے زل ہی نہیں ہوا ہے اس فکر کے ساتھ ان کے ذہن و کا شکار ہو گئے یہ فکر تسلیم کر لی جائے تو پھر یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ قرآن زمانے اور مکان میں ہدایت و اعجاز کی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ اس ی فکر کے ساتھ یہ تسلیم ہوگا کہ قرآن زمانے کی رفتار اور بدلتے ہوئے حالات کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

میں کہتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن زمان و مکان کی قید سے ماوراء ہے اور ہر حال میں ہر چیز کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب جو بھی چیز ہمارے سامنے نئی آئے گی ہم اس کو قرآنی معیار پر پرکھیں گے اگر اس کے موافق ہوگی تو وہ ہمارا عقیدہ بن جائے گی اور جو اس کے مخالف ہوگی وہ محض بے بنیاد ہوگی۔

آج سائنسی ترقی کا دور اور علوم کے ارتقاء کا زمانہ ہے کہ جو کچھ آج علم و تحقیق کی بنیاد پر ثابت ہو رہا ہے ان سب کی طرف قرآن پہلے ہی منسوب کر چکا ہے یا اس کی طرف اشارات کر چکا ہے۔ (۲۲)

ایک صفحے کے بعد لکھتے ہیں:

قرآن میں سیکڑوں آیات ہیں جو حیوانات، فلکیات، علم نباتات و جمادات، طب و صحت اور ایگریکلچر وغیرہ علوم کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ تو کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم ان آیات کے معانی کو غیر عرب کے سامنے پیش کریں اور قرآن کے سائنسی اور علمی اعجاز کو واضح کریں کہ آج کا علم اور تحقیقات جو کچھ کہہ رہی ہیں قرآن وہ سب پہلے ہی بتا چکا ہے، کیا اعجاز قرآن کا یہ پہلو مغرب کے لوگوں کے ذہن کو مطمئن کرنے کے لئے کافی نہیں ہے بالخصوص ایسی صورت میں کہ اپنے ہی وضع کردہ سائنسی اصولوں سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کیا غیر عرب کے لئے یہ تبلیغ اور دعوت اسلام کا بہترین طریقہ نہیں ہے؟ (۲۳)

یہ تھیں سائنسی تفسیر کے بعض پرجوش حامیوں کی آرا اور ان کے دلائل۔ ان دلائل میں سے نہ سب سے اتفاق کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی تمام باتوں سے اختلاف۔ ہمیں ان کی بعض باتیں قبول ہیں اور بعض محل نظر ہے۔

ان دلائل کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ان تمام دلائل کی عمارت ان دو بنیادی مقدمات پر قائم ہے۔

اول: قرآن کریم میں تمام علوم اولین و آخرین جمع کر دیئے گئے ہیں۔

دوم: قرآن کریم کی جدید سائنسی نظریات سے مطابقت قرآن کریم کے اعجاز کا ایک پہلو ہے،

اوراس راستے سے سائنس آنکھیں بند کر کے ا کرنے والوں رمیاں آن کی حقا
آسان ہے، اذہان کو اسلام عو ینے کا یہ ذریعہ ہے۔

پہلے مقد کرنے کے ان حضرات نے تین طرح لائل پیش کیے ہیں:

- آن کریم کی بعض یات
- بعض رصحابہ
- متقدمین علما کی آرا

وسرے مقدمے کے ثبوت میں ات آن کریم کے اعجاز کی بحث چھیڑی ہے، اور ساتھ ہی سائنسی علوم قی اور روز وں اس قی ہونے ت کی ہے۔ ان تما لائل اور ان کے مقدمات کا تحقیقی اور تنقیدی تجزیہ اپنے مقام آئندہ صفحات میں آئے گا۔

ہم نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ اس طر تفسیر کے حا وقسم کے ہیں۔ طبقہ ین کا ہے جبکہ علما ایسا بھی ہے جو اس طر تفسیر کا حامی ضرور ہے مگر اس میں، مبالغہ اور انتہا پسندی کو نظر استحسان سے نہیں یکھتا، اس طر تفسیر کے جواز کے ان حضرات نے کچھ حد اور شرائط مقرر کی ہیں، اس طبقے سے ہم صرف صا نظر عالم کی رائے نقل کر اکتفا کرتے ہیں۔

اما لی الشعراوی:

نی امام متولی الشعراوی اس ور میں اور اسلاف کرام گار ۔ عا ین اور عارف للہ ہونے کے ساتھ ساتھ علو بھی آپ کی نظر تحقیق کی گہرائی اور رائے کی پختگی کے ساتھ اعتدال پسندی آپ کا خاص وصف تھا، پچاس ہ کتب کے مصنف ہیں جن میں مبسوط تفسی آن بھی ہے۔ اس و آپ کی معر ا راکتاب ''معجزۃ القر'' ہمارے پیش نظر ہے، اس کتاب کے بعض اہم مقامات جمہ ہدیۂ قارئین ہے۔

آپ ماتے ہیں:

آن کریم میں وسع ہے اور یہی وسعت اعجا آن کو مستمر اور

اللہ تعالیٰ کے علم قدیم و محیط میں یہ بات تھی کہ قرآن کے چند صدیوں بعد کچھ لوگ دعویٰ کریں گے کہ ایمان کا دور ختم ہو گیا اب سائنس کا دور شروع ہوا ہے۔ اس لیے عالم الغیب نے کچھ ایسی چیزیں قرآن میں پوشیدہ رکھی ہیں جو اس قسم کا دعویٰ کرنے والوں کے سامنے قرآن کا اعجاز ثابت کر سکیں (۲۶)

سائنسی تفسیر کا جواز فراہم کرنے کے بعد امام موصوف یہ تنبیہ بھی فرماتے ہیں:

اس وسعت تعبیر کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ ہم قرآن پر وہ معانی مسلط کر دیں جن کی آیات قرآنیہ متحمل نہ ہوں یا ان آیات کے ساتھ ایسا سلوک کریں کہ گویا یہ انہیں علوم و فنون کے بیان کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن اس لیے نازل نہیں ہوا ہے کہ وہ علم ہندسہ، علم فلکیات یا علم فضا کے رموز و اسرار بیان کرے۔ قرآن نے ابتدا ہی میں اپنے مقصد نزول کو ان الفاظ میں واضح کر دیا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کتاب ہدایت ہے۔ (۲۷)

☆☆☆

مخالفین کی آرا

جہاں اس طرز تفسیر کے حامی ہیں وہیں کچھ اہل علم اس کے شدید مخالف بھی ہیں، مخالف علما کی رائے میں اس طریقے سے قرآن کی تفسیر قرآن کے تقدس کے ساتھ کھلواڑ ہے۔ جس طرح اس طرز تفسیر کے حامی بعض متقدمین کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اسی طرح اس کے مخالفین بھی اپنے موقف کی حمایت میں بعض متقدمین علما کی رائے کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ مجوزین نے امام غزالی اور حافظ سیوطی کو پیش کیا تو مخالفین اپنی تائید میں امام ابو اسحاق شاطبی (م ۷۹۰ھ) کو پیش کرتے ہیں، امام شاطبی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الموافقات فی اصول الشریعۃ میں ان لوگوں پر شدید تنقید کی ہے جنہوں نے قرآن کریم سے علوم اولین و آخرین کے استخراج کا دعویٰ کیا ہے۔

امام ابو اسحاق شاطبی کی رائے:

امام شاطبی نے "مقاصد شریعت" کی بحث کے ضمن میں ان علوم کا ذکر کیا ہے جن سے

ول آن میں اہل عرب واقف ، پھر ان کی قسمیں کی ہیں ہ مند، اور نقصان ہ،
پھ ماتے ہیں کہ شر اسلامیہ نفع ار رکھا اور نقصان ہ کو ممنوع ۔
اس کے بعد ماتے ہیں:

بہت سے لوگوں نے علو آن کے سلسلے میں حد سے تجاوز کیا ہے اور متقدمین و
متا ین کے تمام علوم مثلاً طبیعات، علم ا لیم، علم الہندسہ ضیات، منطق
اور علم الحروف وغیرہ کو علو آن میں مل کر لیا ہے، ہم نے جو کچھ پیچھے کہا ہے
اس کی روشنی میں یکھا جائے تو نہیں ہے۔ (۲۸)

اس کے بعد لیل کے ماتے ہیں:

سلف صالحین (صحابہ بعین آن، اس کے علوم اور جو کچھ اس میں یعت
کیا ہے اس کے ہ کر جاننے والے ، ہمیں نہیں معلوم کہ
ان میں سے کسی نے ان علوم میں کچھ کلام کیا ہو، انہوں نے صرف احکا
اور احکام ات وغیرہ ہی کلام کیا ان حضرات نے ان علوم کچھ کلام
کیا تو وہ ضرور ہم پہنچتا، اس سے معلوم ہے کہ وہ حضرات ان کے
قائل نہیں ، یہ ات لیل ہے کہ وہ علوم (یعنی طبیعات ضی اور
منطق وغیرہ) جن کا یہ لوگ عویٰ کرتے ہیں و آن کے مقصد میں مل نہیں
ہیں، البتہ آن کریم میں عربوں کے بعض علوم سے تعرض کیا ہے۔ (۲۹)

جن لوگوں نے آن کریم میں علوم اولین و ین کی مو گی عویٰ کیا ہے ان لائل کا
جواب یتے ہوئے امام ماتے ہیں:

یہ لوگ ا ت سے استدلال کرتے ہیں
اور آیہ کریمہ اور یہ لوگ فواتح السور
اور جو کچھ ا رے میں نقل کیا ہے اس کو بھی لیل میں لاتے ہیں، اور اس
سلسلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعض اقوال بھی پیش کیے جاتے ہیں، مگر یہ
جملہ لائل محل نظر ہیں، جن ات کو پیش کیا ہے ان میں مفسرین
سے وہ امور ہیں جن کا تعلق شرعی احکام و ات سے

ہے، اور دوسری آیت میں ''الکتاب'' سے قرآن نہیں بلکہ لوح محفوظ مراد ہے، حالانکہ لوح محفوظ کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ تمام علوم اور فنون کو سموئے ہوئے ہے، جہاں تک سورتوں کے ابتدائی حروف کا تعلق ہے تو بعض اصحاب علم نے ذکر کیا ہے کہ عرب ان سے اسی طرح آگاہ تھے جیسے جمل کے عدد سے جس کا علم انہوں نے اہل کتاب سے حاصل کیا تھا، اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ ان متشابہات سے ہوں جن کی تفسیر اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، رہی یہ بات کہ ان حروف سے دیگر علوم مراد لیے جائیں، تو متقدمین میں سے کسی نے بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا، لہٰذا ان حروف میں ان حضرات کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے، اور حضرت علی اور دیگر صحابہ سے اس سلسلے میں جو کچھ نقل کیا جاتا ہے وہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ (۳۰)

اور آخر میں امام شاطبیؒ اپنا حتمی موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> یہ جائز نہیں ہے کہ ہم ان علوم کو قرآن میں داخل کریں جو اس کے مقتضا کے خلاف ہیں بالکل اسی طرح جیسے یہ بات درست نہیں ہے کہ ہم ان علوم سے غفلت برتیں جو قرآن کے مقتضا کے عین مطابق ہیں۔ (۳۱)

یہاں اس بات کا ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ امام شاطبیؒ کی رائے اور ان کے دلائل پر علامہ طاہر ابن عاشور (جن کی رائے اختصار کے ساتھ ہم گذشتہ صفحات میں نقل کی ہے) نے اپنی تفسیر التحریر والتنویر کے مقدمے میں بھرپور تنقیدی نظر ڈالی ہے، اور امام شاطبیؒ کے دلائل کا جواب دیا ہے۔

اب ذیل میں ہم ان حضرات میں سے چند نمائندہ اہل علم کی آرا اور ان کے دلائل پر ایک تفصیلی نظر ڈالیں گے، جو اس طرز تفسیر کی مخالفت کرتے ہیں۔ گذشتہ صفحات کی طرح یہاں بھی ہم صرف ان حضرات کی آرا نقل کرنے پر اکتفا کریں گے اور ان پر اپنا تبصرہ آئندہ صفحات کے لیے محفوظ رکھتے ہیں۔

شیخ محمود شلتوت سابق شیخ الازہر:

آپ نے قرآن کی ایک مبسوط تفسیر تحریر فرمائی ہے اس تفسیر کے مقدمے میں آپ نے سائنسی

طر تفسیر سے اختلاف رائے کیا ہے۔

ماتے ہیں:

طائفہ نے انشوروں کا طائفہ ہے علوم عصریہ سے استفادہ کیا اور سائنس، فلسفہ اور میڈیکل سائنس وغیرہ کے نظریات سے ہو کر اس کے مطابق آن کی تفسیر شروع کی ان حضرات نے آن میں اللہ تعالیٰ کا یہ [illegible] جمہ: نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو) اور اپنے منشا اس کی ویل کر کے تفسیر آن کے میدان میں دروازہ کھولا اور علوم کی اساس آن کی تفسیر کرنے لگے اور یہ گمان کیا کہ اس طرح وہ آن کی کر رہے ہیں اور اسلام چم کو بلند کر رہے ہیں۔ (۳۲)

اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں:

تفسیر آن کے سلسلے میں نظر بلاشبہ ہے اس آن اس زل نہیں کیا کہ وہ سائنسی نظریات اور قائق کو گفتگو کرے یہ نظریہ اس نہیں ہے کہ اس کے حامی آن کے معانی کی ویل میں اُس تکلف (کھینچ تان) سے کام ہیں جو نہ صرف یہ کہ ذوق سلیم رہے بلکہ اعجاز آنی کے منافی بھی ہے۔

اس نظر کے بطلان کی تیسری یہ ہے کہ اس طرح آن کو وڑ میں مل ہے۔ سائنسی نظریات میں ثبات ارنہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی رائے حرف ہے۔ سائنس میں آج نظر ہے تو کل افات میں مل آن کو ہم سائنسی نظریات منطبق شروع یں تو سائنس کی رفتار کے ساتھ ہمیں آن و کم از کم تکلف و تحکم دروازہ کھلا رکھنا ے گا ایسی کسی بھی صورت حال میں آن فارغ انتہائی مشکل امر ہو گا لہٰذا ہمیں چا آن کی عظمت و جلال کا احترام کریں اور اس کے تقدس کی حفاظت کریں۔ اب

رہیں وہ آیات جن میں اسرار خلق یا طبائع کونیہ کی طرف اشارات ہیں تو اصل ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان ان اسرار وحقائق میں غور وفکر کرے تاکہ اس کے ایمان باللہ میں اضافہ ہو ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ نہ قرآن کبھی کسی حقیقت علمیہ سے متصادم ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔(۳۳)

شیخ موصوف سائنسی تفسیر کی چند مثالیں دے کران پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر علم وتحقیق کا یہی حال رہا تو کوئی بعید نہیں کہ ہمارے ان عالی مرتبت مفسرین میں سے کوئی صاحب یہ دعویٰ بھی کردیں کہ ڈارون کا نظریۂ ارتقاء قرآن کی فلاں فلاں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ڈارون نے یہ نظریہ اب پیش کیا ہے جبکہ قرآن اس کو سیکڑوں سال قبل بیان کر چکا ہے۔(۳۴)

یہاں اس بات کی طرف اشارہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ شیخ موصوف نے یہ بات محض اپنی دلیل میں وزن پیدا کرنے کے لئے لکھی ہوگی ورنہ شاید ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہ ہو کہ واقعی چندسال بعد ایک محقق یہ کارنامہ انجام دیں گے۔مصر کے ڈاکٹر صلاح الدین ابو عرفہ نے ایک کتاب ... کے عنوان سے تصنیف کی جو سن ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی،اس کتاب میں ڈاکٹر موصوف نے ڈارون کے ''نظریۂ ارتقاء'' پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے اس باطل نظریہ کو قرآن کریم کی بعض آیات کے عین مطابق ثابت کرنے کی طفلانہ کوشش کی ہے۔ڈاکٹر حسنی حمدان الدسوقی نے اپنی کتاب ''الاعجاز'' میں ڈاکٹر ابو عرفہ کے اس خلافِ اسلام نظریہ کا تحقیقی رد کیا ہے۔(۳۵)

شیخ شلتوت اس بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ چاند کا کیا معاملہ ہے کبھی غائب ہوجاتا ہے کبھی باریک ہوتا ہے کبھی پورا گول ہوجاتا ہے یعنی ایک حال پر نہیں رہتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) دریافت کرتے ہیں آپ سے نئے چاندوں کے متعلق (کہ یہ کیوں کر گھٹتے بڑھتے ہیں) فرمایئے یہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔(۳۶)

اسی طرح لوگوں نے روح کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی

جمہ) ”یفت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق (انہیں)
بتایئے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں ہے تمہیں علم مگر تھوڑا
(۳۷)

کیا یت واضح طور پر لانہیں کر رہی ہیں کہ آن ایسی کتاب نہیں ہے
جس میں اللہ تعالیٰ حقائق کونیہ اور قائق علمیہ کی شرح کرنا چاہتا ہے راصل
آن کتاب ہدایہ ہے کتاب اصلاح ہے اور کتابِ تشریع و احکام ہے۔
(۳۸)

علامہ عبدالعظیم الزرقانی:

علامہ موصوف ازہر کے شعبۂ تفسیر میں علوم آن کے پروفیسر تھے۔ آپ نے [illegible] م و جلدوں میں ی معرکہ را کتاب تصنیف مائی ہے اس میں [illegible] کے عنوان سے مستقل باب قائم کر کے سائنسی تفسیر کے عدم جواز پر آپ نے دلائل دیئے ہیں۔

ماتے ہیں:

آن نے اِن علوم کونیہ کو اپنا بنیادی موضوع نہیں بنایا ہے یہ اس لیے کہ یہ علوم قانونِ ارتقا کے آگے مجبور ہیں کہ ان میں بھی ارتقا ہو دوسرے یہ کہ ان علوم کی دقیق تفاصیل عام فہم انسانی سے بلند ہیں اور تیسرے یہ کہ آن کے اصل مقصد کے مقابلے میں یہ علوم اتنے اہم نہیں ہیں کیونکہ ان کا اصل مقصد انسان کی فلاح اور نیوی و اخروی سعادتوں کی طرف ان کی ہدایہ و رہنمائی ہے۔

ان کتاب ہدایہ و اعجاز ہے، لہٰذا یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم ہدایہ و اعجاز کی حد سے تجاوز کریں۔ کہیں آن نے حقائق کونیہ کا ذکر بھی کیا ہے تو وہ بھی راصل ہدایہ کے لیے ہے اور یہ علی الخلق کی قبیل سے ہے۔ حقائق کونیہ کا ذکر اس لیے نہیں ہے کہ ان ہیئت وفلکیات ات و کیمسٹری کے حقائق علمیہ کی شرح کرے، نہ اس لیے ہے کہ اس سے حساب،

جبر ومقابلہ اور علم ہندسہ کا کوئی مسئلہ حل کیا جائے۔ نہ یہ مقصد ہے کہ علم طب میں ب اور تشریح الاعضا میں نئی فصل کا اضافہ کیا جائے اور نہ یہ مقصد ہے کہ وہ علم ت، طبقات الارض کے مسائل گفتگو کرے۔ لیکن بعض محققین جن کو علو آن اور اس کے معارف میں وسعت ینے کا شوق پیدا ہوا انہوں نے آن کو علوم کونیہ وعصریہ کے تناظر میں یکھنا شروع حالانکہ وہ اس عمل میں سراسر غلط ہیں اور حد سے تجاوز کر گئے ہیں چہ اس سلسلے میں ان کی اچھی اور یہ ق ہے مگر کی صحت بے کی صدا ت کا جواز نہیں بن کہ می خلافِ واقعہ ت بیان کرے اور اللہ کی کتاب ایسے معانی مسلط ے جو اس کے مقصد ول سے میل نہ کھاتے ہو لخصوص ایسی صورت میں کہ ان نے مقامات اپنے مقصد ول کا ہل اعلان کیا ۔(۳۹)

اس کے بعد آپ نے ت نقل مائی ہیں جن میں آن کا مقصد ول اور اس کا منصب ہدایہ وا بیان کیا ہے۔

کچھ آگے چل کر اور مقام تحریر ماتے ہیں:

جو تحقیقات کل کے علمائے ہیئت وفلکیات نے کی تھیں آج کے علما نے ان کو طل ۔کل ت کے ماہرین نے جو کچھ کہا تھا آج کے علما اس کے مخالف نظریے قائم ہیں کل ت مؤرخین عالم کی آج کے مؤرخین اس کی نفی کرتے ہیں کل کے ستوں نے علم وعقل کے سہارے جن توں کا انکار کیا تھا آج کے اُسی علم وعقل کے عوے کے ساتھ ان کو تسلیم کر رہے ہیں اس کے بعد کیا یہ کسی طرح بھی منا ہے کہ ہم ان علوم کے سلسلے میں ہو کے میں ر ہوئے کسی خوش فہمی کا شکار رہیں؟۔(۴۰)

عباس کی رائے:

عربی کے صا طرز عر، علوم اسلامیہ اور ریخ کے ماہر، بلند پایہ مفکر عباس

کسی تعارف کی ج نہیں ہیں، وہ اپنی روشن خیالی لفا آ خیالی اکثر علما کا ہدف تنقید رہے، ان کی بعض آرا سے ذاتی طور پر ہمیں بھی اتفاق نہیں مگر یکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اپنی تمام روشن خیالی اور پسندی و اس طرح تفسیر کے مخالف ہیں۔

ان کی کتاب ہمارے پیش نظر ہے اس کے چند ضروری اقتباسات ہدیۂ قارئین ہیں۔

لکھتے ہیں:

> نئی علوم ہ روز وز وسیع جا رہا ہے جو ناقص تھا وہ کامل، جو مجمل تھا وہ واضح اور جو منتشر تھا وہ مرتب ہو رہا ہے۔ خطا، صواب کی حد میں داخل ہو رہی ہے اور تخمین و شک یقین میں تبدیل ہو رہے ہیں سائنسی قواعد تسلیم کے بعد انکار اور ثبوت کے بعد بطلان سے ہمکنار ہو رہے ہیں جو حقائق حرف سمجھے گئے ان میں نئے سرے سے تجربات اور تحقیقات کا آغاز ہو رہا ہے۔

اس تمہید کے بعد لکھتے ہیں:

> بھی کسی نسل کے سامنے کوئی نئی سائنسی تحقیق آئے تو کتاب عقیدہ سے یہ مطالبہ نہ کیا جائے کہ وہ اس تحقیق سے مطابقت رکھے نہ اس کتاب کے ماننے والوں سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ تم ان علوم و تحقیقات کا اپنی کتاب سے استخراج کرو کیونکہ کتاب عقیدہ کا یہ منصب ہی نہیں ہے۔ (۴۱)

اس کے بعد انہوں نے بعض آیات کی سائنسی تفسیروں کی چند مثالیں دی ہیں اور ان میں غلطی کی ہی کی ہے اور یہ کیا ہے کہ جن معانی کو ان آیات پر منطبق کیا ہے وہ محض ستی ہے حالانکہ آیات اور ان تحقیقات کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

> در حقیقت یہ حضرات اسلام ہیں اور محبت کے میں عداوت کر رہے ہیں اور میں اپنی خطا کو اسلام کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں آن کے سلسلے میں اس قسم تطبیق کی ہمیں حاجت

نہیں ہے کیونکہ وہ ایک کتاب عقیدہ ہے جو ضمیر کو مخاطب کرتی ہے ایک کتاب عقیدہ سے جو بہترین مطالبہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم وحکمت میں غور وفکر کی دعوت دے اور اس کا کوئی حکم ایسا نہ ہو جو تفکر وتعقل کی ممانعت اور علم میں ترقی کی مخالفت کرے اور ان باتوں کی ضمانت ایک مسلمان کے لئے اس کی کتاب میں موجود ہے۔ اسلام کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے لئے معرفت کے دروازے کھولے ہیں اور ان کو حصول علم اور اس میں ترقی کے لئے ابھارا ہے اور زمانے کی رفتار کے ساتھ علوم کی ایجادات کو قبول کرنے کی دعوت دی ہے اور تعلیم اور تحقیق وانکشاف کے لئے بھی کوئی قدغن نہیں لگائی۔ (۴۲)

علامہ محمد حسین ذہبی کی رائے:

اُستاذ الاساتذہ علامہ ڈاکٹر محمد حسین ذہبی تفسیر اور علوم القرآن کے ... اور جامعہ ازہر میں علوم القرآن کے پروفیسر ... آپ ... کے عنوان سے اصولِ تفسیر اور تفسیر کی معرو... راکتاب تصنیف فرمائی ہے یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں آپ نے سائنسی تفسیر پر محققانہ بحث کی ہے، پہلے آپ نے امام غزالی اور امام ... سمیت ... یقین کے دلائل نقل کیے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں:

میرے نزدیک امام ... کی رائے ... ہے کیونکہ ان کے دلائل دوسرے فریق کے مقابلے میں زیادہ قوی ہیں (۴۳)

پھر آگے لکھتے ہیں:

اس طرح تفسیر کے علمبردار ان آیات سے سند لاتے ہیں جن میں کائنات کی بعض حقیقتوں کی طرف اشارہ ہے وہ آیتیں جو انفس وآفاق کے مطالعے کی دعوت دیتی ہیں ان آیات سے ... کرتے ہوئے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن میں علوم اولین وآخرین جمع کر دئے گئے ہیں در حقیقت یہ حضرات ان آیات کے معانی سمجھنے میں فہم خاطی کا شکار ہیں، اس لئے کہ جن آیات میں

ملکوت السماوات والارض میں اور انفس و آفاق کی طرف دعوت فکر دی گئی ہے
ان کا مقصد صرف نصیحت، تذکیر اور عبرت ہے کہ لوگ اللہ کی نشانیوں
میں غور وفکر کریں اور اللہ کی قدرت و وحدانیت پر ایمان لائیں یہ مقصد نہیں ہے
کہ علوم کونیہ اور علم سائنس کے سارے قوانین وضوابط اور نظریات و حقائق ان
آیات میں تلاش کیے جائیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن کتاب طب و ہندسہ نہیں ہے
بلکہ کتاب ہدایت ہے۔ یہ حضرات اچھی طرح سمجھ لیں کہ قرآن اس قسم کے
تکلف سے بے نیاز ہے جو اس کے اصل مقاصد یعنی اصلاح حیات، تزکیہ
النفس اور رجوع الی اللہ ہی سے قرآن کو خارج کر دیتا ہے۔ یہ حضرات یہ بھی
جان لیں کہ ان کے اور ان کی کتاب کے حق میں یہی بہتر ہے کہ زمانے کی رفتار
کا ساتھ دینے اور اعجاز قرآنی کے اظہار کے شوق میں اپنی تفسیروں کے ذریعے
قرآن کو بازیچہ اطفال نہ بنائیں۔ قرآن کی فضیلت کے حق میں اتنا ہی کافی
ہے کہ اس کی کوئی نص صریح کسی بھی حقیقت ثابتہ سے متصادم نہیں ہے۔
(۴۴)

سائنسی تفسیر کے مخالف علما کی آرا اور ان کے دلائل ہم نے بلاتبصرہ نقل کیے، حامی علما کی طرح مخالف علما کی بھی نہ ہر بات سے اتفاق کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہمیں ان سے صد فی صد اختلاف ہے، ان کی بعض باتیں قابل قبول ہیں اور کچھ میں تامل ہے، اب ہم دونوں فریقوں کے دلائل کا تنقیدی جائزہ لے کر کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

تنقیدی جائزہ:

سائنسی تفسیر کے حامی اور مخالف علما کے نظریات اور دلائل کا گہرائی سے تنقیدی جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

پہلی بات یہ ہے کہ اعجاز قرآنی مستمر اور مسلسل ہے نہ کسی زمانے میں قرآن اعجاز سے خالی ہوا نہ قیامت تک ہوگا، چونکہ وہ ہر دور اور ہر زمانے کے لیے ہے اس لیے اس کا اعجاز بھی ہر زمانے کے لیے ہے فرق اتنا ہے کہ ہر زمانے کے لحاظ سے اس کے ظہور اعجاز کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ اس کی ہزاروں نوعیتوں میں سے ایک نوعیت کا اظہار سائنسی اعجاز کو بھی تسلیم کیا جا سکتا

بلکہ قرآنی تعلیمات نے متاثر کیا ہے۔ انسانی حقوق کا احترام، تصور مساوات، نظریۂ رحمت و رافت، روحانی اور اخلاقی پہلو اور اعلیٰ انسانی اقدار کی طرف دعوت، قرآن کے بعض وہ اوصاف ہیں جو لوگوں کے ذہنوں کو اپیل کرتے ہیں۔ یہ بات محض خوش اعتقادی نہیں ہے بلکہ دلیل میں ڈاکٹر احمد المرسی کی ایک کتاب [illegible] ؟ (میں مسلمان کیوں ہوں) پیش کی جاتی ہے جو قاہرہ سے طبع ہوئی ہے۔ اس میں یورپ اور امریکہ کے مختلف شہروں کے سو (۱۰۰) ایسے افراد کا انٹرویو ہے جو گذشتہ ۱۰- برسوں میں ایمان لائے ہیں یہ لوگ ذی علم اور پڑھے لکھے ہیں، کتاب پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ صرف ۱۹ لوگ ایسے ہیں جو قرآن اور سائنس کی حیرت انگیز تطبیق دیکھ کر متاثر ہوئے باقی لوگوں کو قرآن کی انہیں تعلیمات نے متاثر کیا ہے جن کا ہم نے ماقبل میں ذکر کیا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اگر قرآن وسائنس کی تطبیق دکھائی جائے تو لوگ کیونکر متاثر ہوں گے محض ایک مفروضہ اور واہمہ ہے۔ ہاں اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس قسم کی مطابقت سے اسلام دعوت و تبلیغ میں مدد ضرور لی جاسکتی ہے۔

اس طرح تفسیر کے خلاف [illegible] کی جانب سے ایک دلیل یہ ہے کہ سائنسی تحقیقات و نظریات میں ثبات و قرار نہیں ہے۔ جب ہم قرآن سے سائنس کی مطابقت و تطبیق کا دروازہ کھولیں گے تو ایک دشواری پیدا ہو جائے گی۔ مثلاً آج ایک سائنسی نظریہ کو قرآن کے مطابق ثابت کر دیا گیا کل علم و مشاہدے کی بنیاد پر اس کے خلاف نظریہ قائم ہو گیا تو اب ہمارے سامنے دو راستے ہوں گے ایک تو یہ کہ ہم اس جدید تحقیق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور پہلے والے نظریہ ہی پر اصرار کرتے رہیں اس صورت میں ارباب تحقیق (جو ظاہر ہے کہ اپنے اس جدید نظریہ کے حق میں تجربات و مشاہدات اور علمی و عقلی دلائل رکھتے ہوں گے) کی نظر میں قرآن کا اعجاز ثابت ہونے کی بجائے الٹا مذاق بن کر رہ جائے گا دوسرا راستہ یہ ہوگا کہ اس جدید نظریہ کو بھی قرآن کے مطابق ثابت کر دیا جائے۔ اس صورت میں وہ کتاب جو ہدایت و اعجاز کے لئے آئی تھی ''کتاب تضاد'' بن کر رہ جائے گی۔

یہ اعتراض نہایت برجستہ اور منطقی ہے اس کا جواب استاذ محترم ڈاکٹر جمال مصطفیٰ مدظلہ کی اس تحریر میں تلاش کیا جاسکتا ہے:

قرآنی عبارات کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک سے زیادہ معانی کی محتمل ہو

قرآن اور سائنس میں تعارض کی حقیقت

قرآن جس ذات نے نازل کیا ہے اور یہ جس کا کلام ہے اسی ذات نے یہ پوری کائنات بنائی ہے اور اس کو کائنات کے ایک ایک ذرے کی خبر ہے، لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ قرآن میں کائنات کے بارے میں کوئی ایسی معلومات دی گئی ہو جو تحقیقات سے غلط ثابت ہو جائے۔ اگر کہیں بظاہر قرآن کی کسی آیت اور کسی سائنسی نظریے میں تعارض نظر آ رہا ہو تو یا تو قرآن کریم کی اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں خطا ہوئی ہے یا پھر وہ سائنسی نظریہ غلط ہے۔ بہت مشہور جملہ ہے کہ [illegible] یعنی صحیح منقول اور صریح معقول کے درمیان تعارض ممکن نہیں ہے۔

ابن رشد اندلسی اپنی کتاب [illegible] میں لکھتے ہیں:

[illegible]

ترجمہ: یہ شریعت حق ہے اور اس نظر و فکر کی طرف داعی ہے جس نظر و فکر کے ذریعے حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے، تو ہم مسلمان قطعی طور پر اس بات کو جانتے ہیں کہ جو کچھ شریعت میں وارد ہے نظر برہانی اس کی مخالفت کی طرف رہنمائی نہیں کرے گی، اس لیے کہ حق، حق کا معارض نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کا موافق ہوتا ہے اور اس (کی صحت پر) گواہی دیتا ہے۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر احمد عمر ابوحجر فرماتے ہیں:

''سائنسی تحقیقات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا:

(1) سائنسی مفروضہ

- سائنسی نظریہ
- سائنسی حقیقت۔

سائنسی مفروضہ اور سائنسی نظریہ قابل تبدیل ہوتے ہیں اور کبھی بظاہر قرآنی آیات سے متصادم بھی ہوتے ہیں مگر بعض نظریات مسلسل تحقیقات تجربات اور مشاہدات کے عمل سے گزرتے ہوئے سائنسی حقیقت میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور کوئی حقیقت علمیہ ثابتہ کسی بھی حال میں قرآن کریم سے متعارض نہیں ہوتی، ہاں کبھی کبھی بعض سائنسی نظریات قرآن کی بعض آیات سے متعارض نظر آتے ہیں اور یہ تعارض اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نظریات ابھی ناپختہ ہیں، ان کے استنباط میں کہیں نہ کہیں انسانی عقل نے دھوکا کھایا ہے۔(۴۷)

شیخ مصطفیٰ المراغی لکھتے ہیں:

[illegible] (۴۸)

ترجمہ: سائنسی حقائق کسی بھی حال میں قرآن کے ساتھ متعارض نہیں ہوتے، ہاں وہ سائنسی نظریات جو ابھی تک دلائل ثابتہ کے ذریعے مستقر نہیں ہوئے ہیں وہ کبھی قرآن سے متعارض ہوجاتے ہے۔

☆☆☆

سائنسی تفسیر کے سلسلے میں بعض بے اعتدالیاں

سائنسی تفسیر کے پرجوش حامیوں سے اس سلسلے میں بعض بے اعتدالیاں بھی ظاہر ہوئی ہیں جن سے بہرحال اتفاق نہیں کیا جاسکتا، مثلاً:

- یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر سائنسی نظریہ کو قرآن کے مطابق ثابت کیا جائے اور اگر بعض سائنسی نظریات قرآن کے مطابق نہ کیے گئے تو گویا قرآن کی صداقت میں شک واقع ہو جائے گا، لیکن سائنسی تفسیر سے متعلق کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ اس طرز تفسیر کے حامیوں نے گویا قسم کھالی ہے کہ سائنس کا ہر نظریہ خواہ وہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ

ہواس کہ آن کریم کے مطابق ضرور ثابت کی کھائیں گے، بلکہ بعض وہ تحقیقات جو ابھی صرف ایک مفروضے سے آگے نہیں بڑھی ہیں اور جن سائنس دانوں کے درمیان اس میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، ایسے غیر ثابت شدہ مفروضوں کو بھی ہمارے ان مفسرین نے قرآن کریم کے عین مطابق ثابت کر دکھانے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی۔ اس انتہا پسندی اور بے اعتدالی نے کئی چند بے اعتدالیوں کو جنم دیا، جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

سائنسی نظریات اور قرآن کریم کے درمیان تطبیق کی ٹھہری تو قرآن کی آیتوں میں بے جا تاویل اور کھینچ تان کا دروازہ بھی کھل گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ آیت کے سیاق وسباق اور اس کے شان نزول وغیرہ سے بالکل قطع نظر کرکے اس آیت کی تفسیر کی جانے لگی، بلکہ کبھی کسی سائنسی مفروضے کو قرآن کریم کے مطابق ثابت کرنے میں ضرورت پڑی تو عربی لغت اور نحوی وصرفی قواعد کی مخالفت سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔

سائنسی تفسیر کرنے والے بعض مفسرین کی بات یہ ہے کہ وہ کسی آیت کا مفہوم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نزول قرآن سے لے کر آج تک اس آیت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا گیا۔ اب سائنس کی وجہ سے اس آیت کا مفہوم واضح ہوا ہے اور اس سے قبل جتنے بھی علما اور مفسرین گزرے ہیں ان سب نے اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ کسی آیت کے معنی ومفہوم کے سلسلے میں ان کا یہ نظریہ پوری امت کو غلط قرار دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بالخصوص وہ آیات جن کی تفسیر رسول معصوم ﷺ سے روایات کے ذریعے منقول ہوا ان کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کا صحیح معنی اور اللہ کی مراد اب ہم نے سمجھی ہے اس سے پہلے لوگ کم علمی کی وجہ سے اس کو غلط سمجھتے آرہے تھے یہ بہت سنگین بات ہے، بقول یوسف القرضاوی ''اس طرح تفسیر کو اس شرط پر قبول کیا جاسکتا ہے کہ یہ قدیم تفاسیر پر ایک اضافہ ہو، نہ یہ کہ یہ طرز تفسیر قدیم تفاسیر پر خط تنسیخ کھینچ دے۔(۴۹)

☆☆☆

سائنسی تفسیر کے رواج کے اسباب

جیسے جیسے علم وتحقیق کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے ویسے ویسے سائنسی تفسیر کا رواج بھی بڑھتا جارہا

شتہ ۲۰، ۲۵ سوں میں اس موضوع پر اتنی کثرت سے کتابیں لکھی گئی ہیں کہ ان کو جمع کر لیا جائے تو صرف انہیں کتابوں سے ایک لائبریری رہو جائے، سائنسی تفسیر کے ان بڑھتے ہوئے رواج پر غور کیا جائے تو اس کے چند ی اسباب سامنے آتے ہیں:

چونکہ ذہن کو اس طریقے سے اسلام کی عوت دینے میں ملتی ہے لہٰذا اس طر

تفسیر کے رواج پانے میں اس خیال کا بھی ایک اہم رول ہے کہ اس طرح ہم اسلام کی عظیم الشان کر رہے ہیں، اس میں سائنسی تفسیر کے بعض حامیوں کے خلوص اور تبلیغ اسلام میں ان کے ق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ہمارا یہ اعتقاد آن میں علوم اولین و آخرین جمع گئے ہیں، اس اعتقاد نے بھی اس قسم کی تفسیروں کے رواج میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

بعض لوگوں کا سائنسی تحقیقات ترقی سے حد زیادہ اور مرعوب ہونا، ان حق و باطل کا معیار صرف سائنس ہے جو چیز سائنس کے معیار پر کھری اترے وہ ان حق ہے اور جو سائنس کے عمومہ معیار پر پوری نہ ہو افات میں ل ہے لہٰذا ان آن کی صدا کے یہ ضروری کہ اس کی آیت سائنس کے مطابق ہو، یہ لوگ سائنس سے اس قدر مرعوب ہیں کہ کوئی سائنسی مفروضہ بھی کسی آیت کریمہ سے متعارض ہوتو یہ حضرات آیت میں ویل ضروری سمجھتے ہیں، یہ مرعوب ذہنیت بھی سائنسی تفسیر کے رواج کا ایک اہم ہے۔

مسلمانوں کے زوال اور مغرب ترقی نے مسلمانوں کو ایک طرح احساس کمتری کا شکار ، سائنسی تفسیر کے رواج میں اس احساس کمتری اور شکست خوردہ ذہنیت نے بھی ایک اہم ادا کیا ہے گویا ہم کسی سائنسی تھیوری کو آن کے مطابق کرتے ہیں تو اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں یہ احساس بھی ل ہے کہ اے سا انو! ہم تمہارے مقابلے میں ترقی فتہ ہی سہی لیکن تم اپنی تحقیقات کے بعد جس نتیجے اب پہنچے ہو وہ ہمارے کوئی بات نہیں ہے بلکہ ہماری آسمانی کتاب ت آج سے سیکڑوں سال پہلے کہہ چکی ہے۔ اس خیال سے ہم اپنی شکست کے احساس سے کے نجات حاصل کر ہیں اور نفسیاتی طور پر ہم مغرب کے مقابلے میں ی کے احساس سے رہو جاتے ہیں۔

یہ ہیں وہ اسباب جن کی وجہ سے دور جدید میں سائنسی تفسیر کا رواج زور پکڑتا جا رہا ہے۔(۵۰)

☆☆☆

سائنسی تفسیر کے جواز کے لئے کچھ شرائط

گزشتہ بحثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بہر حال سائنسی تفسیر کے جواز اور فائدے سے بالکل انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس کے جواز کے لئے کچھ حدود اور شرائط ہونا ضروری ہیں کہ قرآن کریم کو بازیچہ اطفال بنا کر اس کے تقدس سے کھلواڑ نہ کیا جا سکے۔

اس سلسلے میں مختلف علما و محققین نے کچھ شرائط وضع کی ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے بعض شرائط کا ذکر کریں گے۔

۱۔ نصوص قرآن اپنے ظاہر پر ہیں ان میں تاویل صرف اسی صورت میں جائز ہے جب کوئی صارف قطعی موجود ہو، بغیر صارف قطعی کے تاویل اور بلا وجہ قرینہ حقیقی معنی سے مجاز کی طرف نص کو پھیرنا جائز نہیں ہے، کوئی سائنسی مفروضہ یا نظریہ کسی بھی حال میں صارف قطعی اور قرینہ قطعیہ نہیں ہو سکتا، تو یہ قطعاً جائز نہیں ہو سکتا کہ صرف اس سائنسی نظریہ کی تطبیق کی خاطر خواہ مخواہ نص کو ظاہر سے پھیرا جائے یا حقیقی معنی سے مجازی معنی کی طرف عدول کیا جائے۔ سائنسی تفسیر کے حامیوں نے اس شرط کو نظر انداز کیا جس کی وجہ سے قرآن کریم میں بے جا تاویلات کا دروازہ کھل گیا۔

۲۔ جب کسی سائنسی نظریہ کی کسی آیت سے مطابقت بیان کی جائے تو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ اس موضوع سے متعلق قرآن کریم میں اور کتنی آیات ہیں، ان تمام آیات کو جمع کر کے ان پر غور کیا جائے اور پھر ان کے معنی متعین کیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو ممکن ہے کہ ایک موضوع سے متعلق ایک آیت تو اس سائنسی نظریہ کے مطابق ہو جائے لیکن اسی موضوع سے متعلق دوسری آیت کے الفاظ ان معانی کے متحمل نہ ہوں، اس طرح قرآن کریم تضادات کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا۔

۳۔ اس سلسلے میں ایک بہت اہم شرط یہ ہونا چاہئے کہ جب تک کوئی سائنسی تحقیق ”سائنسی حقیقت“ کے درجے کو نہ پہنچ جائے اس وقت تک اس کی توفیق و تطبیق کی کوشش نہیں کی جانی چاہئے، کیونکہ جیسا کہ اوپر گزرا کہ سائنسی مفروضات اور سائنسی نظریات میں ثبات و قرار نہیں ہے، لہٰذا ایسے کسی بھی مفروضے یا نظریہ کو قرآن کے مطابق بتا کر قرآن کی صداقت کو

مشکوک ہونے کے مترادف ہے۔

آنی آیات کے مدلولات اگرچہ وسیع ہے مگر اس کا خیال رکھنا ہوگا کہ آنی الفاظ کے صرف انہیں معانی کا استخراج کیا جائے جو وہ لفظ عصر نزول قرآن میں ادا کرتے ہوں، مفردات آنی کے ان معانی سے تجاوز نہیں کیا جائے گا جو عصر نزول میں مستعمل نہ ہوں، مثلاً عصر نزول میں لفظ ''ساعۃ'' کے چند معانی تھے مگر اب جدید عربی میں ''ساعۃ'' وقت معلوم کرنے کے آلے یعنی گھڑی کو بھی کہتے ہیں، اب اگر یہ کہا جائے کہ گھڑی کا ذکر قرآن میں موجود ہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

قرآن اور سائنس کی تطبیق کے وقت نحوی اور صرفی قواعد اور اصولِ بلاغت کی رعایت بھی ضروری ہے کہ قرآن کی زبان اس کا ادبی اعجاز ہے، لہٰذا ایسے معانی کا استخراج جائز نہیں ہے جن کی وجہ سے نحوی و صرفی قواعد کی مخالفت یا اصول بلاغت سے خروج لازم آئے۔

تطبیق کے وقت آیت کے سیاق وسباق اور اس کے شانِ نزول کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، اگرچہ علم تفسیر کا یہ قاعدہ ہے (یعنی لفظ کے عموم کا اعتبار کیا جائے گا نزول کے خاص سبب کا نہیں) مگر اس قاعدے کی تطبیق کے بھی کچھ قواعد ہیں، یہ درست نہیں ہے کہ ہر جگہ اس قاعدے کو چسپاں کیا جائے اور صرف سائنس کی مطابقت کے شوق میں آیت کے سیاق وسباق اور شانِ نزول کو بالکل صرف نظر کرلیا جائے۔(۵۱)

اگر مذکورہ شرائط کے ساتھ کوئی سائنسی حقیقت کسی قرآنی آیت کے مطابق ہورہی ہے تو اس تطبیق کو قبول کیا جاسکتا ہے، اس کو بلاوجہ رد کرنے کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ قرآن کی سائنسی تفسیر کے وقت لوگ ان شرائط کا لحاظ نہیں کرتے جس کے نتیجے میں قرآن کی عجیب وغریب تفسیریں سامنے آرہی ہیں، انہیں مضحکہ خیز تفسیروں کی وجہ سے بعض علما نے بڑی شدت سے اس طرز تفسیر کو دائرے سے خارج ہی کردیا، جیسا کہ ہم نے مقالے کی ابتدا میں ان حضرات کی آرا نقل کی تھیں۔ یہاں ہم ایسی ہی کچھ تفسیروں کی نشاندہی کریں گے جو ان شرائط کے فقدان کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔

☆☆☆

پہنچائے جاتے ہیں اور وہاں سے کائنات کے اسرار رے میں نوں کو یتے ہیں، یہ خبر ینا ہی ان کا ن سے کلام ہے۔(۵۷)

اس تفسیر میں نہ صرف یہ کہ لفظ کے مقررہ معانی ے سے تجاوز کیا ہے اور نحوی قاعدے کو نظر از کیا ہے بلکہ آ کریمہ کی تفسیر ماثور سے بھی صرف نظر کر لیا ہے۔ صحیح ا میں جہاں علامات قیا کا ذکر ہے وہاں بہت واضح الفاظ میں اس پائے کے ظاہر ہونے اور اس کے ن سے کلام کرنے رے میں یا ہے۔

امام مسلم حضر یفہ بن اسید سے روا کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ا یا کہ ''قیا اس و قائم نہ ہوگی تم اس کے متعلق س نیاں یکھ لو، ھواں جال الارض، سورج کا مغرب سے طلوع، حضرت عیسیٰ بن مریم ول، جوج ماجوج کا ظہور، تین جگہ زمین ھنسنا، (مشرق میں، مغرب میں، او ۂ عرب میں) اور میں یمن سے آگ نکلے گی۔(۵۸)

امام مسلم ہی نے اور روا نقل مائی ہے:

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۵۹)

جمہ: حضرت عبداللہ ابن عم ماتے ہیں نے حضور ﷺ کو یہ ا ماتے ہوئے سنا کہ قیا کی اوّلین علامتوں سے سورج کا مغرب سے طلوع اور چا کے و ابہ (چوپایہ) کا ہے، ا و میں جو بھی پہلے واقع ہ وسرا فوراً اس کے بعد ہوگا۔

اس روا سے معلوم ہوا کہ چوپائے کا اور سورج کا مغرب سے طلوع ونوں نیاں زمانے کے اعتبار سے یب ہوں گی مصنوع روں کے ظہور کو الارض مان لیا جائے تو پھر اب تو سورج مغرب سے طلوع ہو چا تھا کیونکہ کی ای کو لگ بھگ چا ہائیاں ہونے کو آئیں۔ اس کے علاوہ ت بھی قا غور ہے کہ آ کریمہ میں '' حرف شرط اور '' جواب شرط واقع ہوا ہے، یعنی ہمار ت پورا

ہونے کا و آئے گا ابہ نکالیں گے، لہٰذا آیہ کا معنی متعین کرتے و اس نحو کیب کی رعایہ بھی ضروری ہے، اور پھ ابہ چہ وضع اول کے لحاظ سے رینگنے والے کیڑے کو کہتے ہیں مگر عربی میں اس کے معنی میں کر کے ذی روح حیوا ابہ کا اطلاق ہے، لہٰذا کسی مشین اور غیر ذی روح آ لف ابہ کا اطلاق کیا جائے تو یہ اس لفظ کے مقررہ معانی کی حد سے تجاوز ہوگا۔ (۶۰)

ان وجوہات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ آیہ کی یہ تفسیر قابل قبول ہے۔

سات آسمان اور کہکشائیں:

آن کریم میں (سات آسمان) کا متعدد مقامات کرہ یا ہے، آن کریم میں و اس لفظ کی بھی مختلف فلکیاتی اور سائنسی تفسیریں کی گئی ہیں مگر کوئی تفسیر ایسی نہیں ہے جو اعتراض سے خالی ہو۔ قدیم علمائے ہیئت وفلکیات نے اس لفظ کا کوئی منا مدلول تلاش کرنے کی چند کوششیں کی ہیں مگر اس کی کوئی توجیہ ایسی نہیں ہے جو عربی قواعد، عربی لغت، اور سائنسی تحقیقات کے مطابق ہو۔ ایسی صورت میں علمائے را نے یہی یا ہے کہ ات کے و ہمارا ایمان ہے مگر اس کی صحیح کیفیت ہمیں نہیں معلوم۔ ابھی انفس وآفاق کے سلسلے میں ن کا علم ار یا ہے، ممکن ہے ۵۰ ۱۰۰ رسال اس کے بعد ن کائنات کے کچھ اور رازوں ہ اٹھالے اور آسمان نیا یگر پوشیدہ حقائق ہوں اس لفظ کے حقیقی مدلول ذہن ن کی رسائی ہو جائے۔ اس لفظ کے سلسلے میں قدیم علمائے ہیئت او سائنس انوں نے اب جو تحقیقات کی ہیں یہاں ہم اس کا سرسری ہ لیں گے۔

ات یہ "" کی جمع ہے، امام راغب اصفہانی کے بقول سماء کا لغوی معنی (۶۱) یعنی وہ چیز جو کسی چیز کے ہو۔ لفظ سما آن کریم میں متعدد معانی کے یا ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

(الف) چھت

(ب) ل

(ج) رش

(⑩) جہت علو

(ھ) فضا، محیط وغیرہ۔

ات بھی آن کریم میں کئی جگہ ہے اور کہیں یہ سبع (سات) کی قید کے ساتھ ہے۔ آسمانوں کے بارے میں قدیم یونانی ہیئت دانوں کا نظریہ یہ تھا کہ آسمان نو ہیں، جس میں سب سے اوپر والے آسمان کو فلک الافلاک، فلک الاطلس یا الجہات کہتے ہیں، اس کے بعد فلک الثوابت ہے جس کو فلک البروج بھی کہتے ہیں، اس آسمان میں تمام ستارے اور کہکشائیں ہیں، اس کے بعد بالترتیب سات ستاروں کے سات آسمان ہیں، فلک زحل، فلک مشتری، فلک مریخ، فلک شمس، فلک زہرہ، فلک عطارد اور فلک قمر، اس آخری فلک کو جس میں ہم ہے سمائے دنیا بھی کہتے ہیں۔ (۶۲)

پھر ان تمام افلاک کی ساخت وغیرہ کے سلسلے میں ان کے اپنے اندازے ، جوابات سائنس کی روشنی میں اوہام افات کے زمرے میں آچکے ہیں۔ یونانی علوم جمع ہوکر عربوں کے پاس آئے تو اپنے ساتھ بطلیموس کی ہیئت بھی لے کر آئے، اب مسلمان حکما کے سامنے مسئلہ یہ کھڑا ہوا کہ آن صراحۃ سات آسمانوں کی خبر دے رہا ہے مگر یونانی ہیئت کے مطابق آسمان نو ہیں۔ ان حکما کی بھی وہی کمزوری تھی جو آج ہمارے سائنسی مفسرین کی ہے کہ یہ لوگ یونانی علوم سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اس کی بات بے چون و چرا تسلیم کرتے اور فلسفے کا کوئی نظریہ آن سے متعارض ہوتا تو وہ لوگ آن کریم میں تاویل کرتے ، لہٰذا جب آن کے سات آسمان کے نظریے اور یونان کے نو آسمان کے نظریے میں تعارض ہوا تو ان حکما نے آن میں تاویل اور کھینچ تان کر کے اس کو فلسفے کے مطابق کیا اور یہ کہا کہ آن میں جو سات آسمان تو وہ ہیں جو سات ستاروں کے آسمان ہیں رہا آٹھواں آسمان یعنی فلک البروج تو یہ وہ ہے جس کو آن نے کرسی کہا ہے اور نواں آسمان یعنی فلک الافلاک وہ ہے جس کو آن نے عرش کہا ہے، کرسی آٹھواں آسمان ہے اور عرش نواں آسمان ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ابن سینا نے آن کی آیات میں عجیب وغریب تاویل کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

[illegible]

[illegible] (٦٦)

جمہ: لفظ سماء کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو ان کے اوپر ہو، یہ لفظ سمو سے مشتق ہے جس کا معنی بلندی ہے، لہٰذا گھر کی چھت بھی سماء ہے اور ستارے بھی سماء ہیں قرآن شریف میں کئی جگہ جو سات آسمان وارد ہوا ہے، وہ یہی سات ستارے ہیں، اور وہ طباق یعنی ایک کے اوپر ایک ہیں، اس کے کہ ان میں کے ایک کا فلک دوسرے کے فلک کے اوپر ہے۔

سات آسمان کی یہ تاویل بھی قابل قبول ہے، جس کی چند وجوہ ہیں:

(الف) اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

[illegible]

(٦٧)

جمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیا ہے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ اور بنایا ہے چاند کو ان میں روشنی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کو آسمانوں کے اندر روشنی بنایا ہے اگر چاند (جو سات ستاروں میں سے ایک ہے) کو ان سات آسمانوں میں سے ایک مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ ظرف اور مظروف فیہ ایک ہی ہو جائیں، اور یہ محال ہے۔ (٦٨)

(ب) یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ سماء آیا ہے تو وہ لفظ ارض (زمین) کے مقابل میں آیا ہے، یعنی زمین و آسمان دو متقابل چیزیں ہیں، لیکن اگر سات آسمان سے سات ستارے مراد ہوں تو یہ دقت پیش آئے گی کہ جدید اسٹرانومی کی رو سے زمین خود ایک ستارہ ہے، جو سورج کے گرد گھوم رہا ہے اور وہ بھی ان سات ستاروں میں شامل ہے، لہٰذا اس صورت میں زمین و آسمان ایک دوسرے کے متقابل نہیں رہیں گے بلکہ ایک ہی چیز کے نام ہو جائیں گے۔

(ج) تیسری بات یہ کہ سات آسمانوں کی تفسیر سات ستاروں سے کرنا اس وقت تو ٹھیک تھا جب علم فلکیات کی رو سے صرف سات ہی ستارے تسلیم کیے گئے تھے، لیکن اب ستاروں کی تعداد

سات سے متجاوز ہوگئی ہے ،اب ان سات روں کے علاوہ یورینس ن،اور پلوٹو بھی فت کر گئے ہیں (ابھی کچھ روز پہلے الذکر کو اس ان سے خارج ہے)
لہٰذا ان وجوہات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ات کی یہ تفسیر نہیں ہے۔ سائنس اور فلکیات کی روشنی میں یہ تفسیر ہوگئی تو اب کچھ سال قبل سات آسمانوں کی اور تفسیر کی گئی۔

کی کے مشہور ماہر فلکیات اور عالم ڈاکٹر ہلوک قی (Halook Nur Baqi) آن میں لفظ ات (سات آسمان) اور سائنسی نظریات رمیان تطبیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> بہت سی یات میں آن کریم نے جو عظیم الشان کتاب ہے، کائنات میں سات آسمانوں کا ذکر کیا ہے ۔ سائنس پچھلے وسو سالوں سے کائناتی فضا (کوسموس) کا مطالعہ کرتی رہی ہے ۔مگر ابھی اس موضوع پر کوئی واضح معلومات حاصل نہیں کر سکی۔ یہ صرف پچھلے پچیس سالوں میں ہوا ہے کہ آسمانی طبیعات (Astrophysics) کے میدان میں انتہائی فتیں اس طرح سامنے آئی ہیں آن کے معجزا لکل عیاں ہوگئے ہیں۔(٦٩)

پھر آگے چل کر ان سات آسمانوں رے میں لکھتے ہیں:

- وہ فضائی میدان (Spatial Field) جو ہم اپنے شمسی نظام کے ساتھ مل کر بناتے ہیں، وہ پہلا آسمان ہے۔
- ہمار (گلیکسی) کا فضائی میدا وسرا آسمان ہے۔
- ں کا ہمارا مقامی جھر (Local Cluster) تیسرا آسمان ہے۔
- کائنات کا و ی مقناطیسی میدان ں کے جھرمٹوں کی یکجائی (Collectivity) کو ظاہر ہے وہ چوتھا آسمان ہے۔
- وہ کائناتی پٹی (کو بینڈ) جو نیم نجمی ز (Quasars) کو ظاہر کرتی نچواں آسمان ہے۔

پھیلتی ہوئی کائنات کا وہ میدان جو پیچھے ہٹتی ہوئی ں کو ظا ہے وہ چھٹا آسمان ہے۔

والا میدان جو کائنات کی ہی (Infinity) کا مظہر ہے وہ ساتواں آسمان ہے۔ چنانچہ اس طرح ر سات آسمانوں کی ہی ہوتی ہے جن کا ذ آن حکیم نے ہ یں قبل کیا تھا۔(۷۰)

پھر آگے چل کر ان آسمانوں رمیانی فاصلوں وغیرہ رے میں لکھتے ہیں:

پہلی آسمانی ازاً ساڑھے ساٹھ کھرب کلو چوڑی ہے وسری ہمار (Glalaxy) کا قطر لاکھ تیس ارنوری سال ہے، تیسرا آسمان ہمارا مقامی جھر بیس لاکھ نوری سالوں محیط ہے، چوتھا آسمان ں کا ہے اور جو کائنات لکل رکا ہے قطر میں کروڑ نوری سال ہے نچواں آسمان ارب نوری سالوں کے فا ہے، اور چھٹا آسمان بیس ارب نوری سالوں کے فا ہے۔(۷۱)

سات آسمانوں کی وسری سائنسی تفسیر یہ ہے کہ زمین کے مختلف قسم کی گیسوں کی سات ز) ہیں راصل سات آسمانوں سے یہی گیس کی سات ہیں۔ مگر ان ونوں سائنسی تفسیروں کو قبول کرنے میں چند وجوہ مل ہے:

(الف) آن کریم کی مختلف ت میں جو ات ہے وہاں ان کے ساتھ ایسی صفات کا ذکر کیا ہے جو کسی جسم کو عارض ہوتی ہیں، مثلاً:

(۷۲) (یہ ہے آسمان پھٹ جائیں)

(۷۳) (آسمان پھٹ جائے گا)

(۷۴) (ان ہم آسمان کو لپیٹ یں گے)

(۷۵) (اور آسمان کی کھال ھیڑلی جائے گی)

(۷۶) (اور جس روز آسمان پھٹ جائے گا)

(۷۷) (آسمان پھٹ جائے گا)

ان ساری ت بغور ھا جائے اور عر ان میں انفطار ق، طی، وغیرہ کے

معانی کو دیکھا جائے تو یہی انداز ہوتا ہے کہ یہ سارے اوصاف جسم کے ہیں ان کو فضائی میدانوں، کہکشاں کے آپسی فاصلوں اور گیسوں کی تہوں پر منطبق کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) حدیث پاک جو تفسیر قرآن کا دوسرا ماخذ ہے اور سب سے معتبر ماخذ ہے، اس میں معراج کی طویل حدیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا، کہ حضور اکرم ﷺ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سفر کرتے ہوئے عرش تک پہنچے، اور امام بخاری کی روایت کے مطابق اس طرح کہ پہلے حضرت جبریل نے ہر آسمان کے دروازے پر دستک دی دروازہ کھلا، پھر آپ اس میں داخل ہوئے (۷۸)

اس معنی ومفہوم کی بے شمار صحیح احادیث موجود ہیں، جن میں آسمان کے دروازوں کا ذکر ہے، یہ احادیث اپنے ظاہر پر ہیں ان میں تاویل کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ اگر آسمان گیس کی تہوں یا فضائی میدانوں یا کہکشاؤں کے جھرمٹوں کا نام ہو تو پھر ان احادیث کو ان پر منطبق کرنا دشوار ہو جائے گا۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی بے جا نہیں ہوگا کہ سائنسی انکشافات سے بے پناہ مرعوب ہونے اور سائنسی تحقیقات کو حق وباطل کا معیار گمان کرنے والے ایک محقق ڈاکٹر احمد [illegible] نے حدیث معراج کو رد کرنے کے لئے دلائل دیئے ہیں ان میں ایک دلیل یہ بھی ہے [illegible] (۷۹) (آسمان میں ایسے دروازے ہی نہیں ہیں جن کو کھٹکھٹایا جائے)

پھر آگے چل کر حدیث پاک کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۸۰)

ترجمہ: امریکی خلاباز چاند تک پہنچ گئے اور اس سے آگے بھی، ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا انہوں نے رک کر آسمان کے دروازے کھٹکھٹائے تھے؟ اور ان کے دروازے کس نے کھولے؟

اسی قسم کے شبہات پیدا کر کے محقق موصوف نے بخاری شریف کی حدیث معراج کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والے ایک بندۂ مومن کو ان احادیث میں وارد کسی بھی قطعی الدلالۃ امر پر ایمان لانے میں پس وپیش نہیں

جا ، یہی عافیت کی راہ بھی ہے اور ایمان کا تقاضا بھی۔ سائنس کی اب فتوں اور
تحقیقات کی روشنی میں ات کا معنی و مفہوم آج ہماری سمجھ میں نہیں آرہا ہے تو اس کا
مطلب یہ نہیں ہے کہ سائنس کی اب ت کو حرف سمجھ کر اس کو ''صارف قطعی'' کا
یتے ہوئے آن کی واضح اور صر ت میں ویل اور ن روازہ کھول
جائے۔ سائنس را اپنی منزلیں طے کر رہی ہے، اور رفتہ رفتہ کائنات کے اسرار ہ اٹھتا جا
رہا ہے، کوئی بعید نہیں کہ جس طرح آج نی ہیئت کا نو آسمانوں کا نظریہ افات ہو گیا،
لکل اسی طرح آنے والے وقتوں میں گیس ، کہکشاؤں کے جھر اور فضائی میدان بھی
نظر ہو جائیں، اور کوئی ایسی تحقیق سامنے آجائے جس سے آن کریم کی ت
جن میں سات آسمانوں کا ذکر ہے ان کی ن اعجاز سار روشن ہو جائے۔

تفہیم آن میں سائنسی علوم کو اس طرح استعمال کیا جا کہ یہ علو آن کے م نظر
آئیں، نہ کہ یہ کہ ان آ حاکم جائے آن کریم نے شراب کو حرا ہے،
علوم کی سے اس کے نقصا ت کو کیا جائے، اور شراب کے حرام کیے جانے کی حکمتوں
میں غور کیا جائے، کے گو کی حر علوم کے ذریعے تحقیق کر کے اس کی حکمت
غور کیا جائے آن کریم نے مخصوص م میں عورتوں سے ہم بستری کو منع ہے، ان م میں
جماع کے مضر اور منفی ات ریسرچ کر کے آنی حکم کی حکمتوں کو کیا جائے۔ اس طرح
ہم تفسیر آن کے سلسلے میں ان علوم سے کما حقہ است ہ کر سکیں گے۔ اس سمت میں کافی تحقیقات
ہوئی ہیں اور اب بھی جاری ہیں۔

(آمین)

☆☆☆

م: اسی محمد عاصم ری

پیدائش: مولوی محلّہ ایوں (یوپی)، ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ/ ۶ مئی ۱۹۷۵ء

امی: حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم ری

محترم: حضرت عبدال ر ایونی ابن ل عبدا ر
ر ایونی ابن ہ فضل رسول ر ایونی

تعلیم:
(۱) حفظ آن
(۲) فاضل رس نظامی
(۳) فاضل یت ال بور پ یش
(۴) فاضل ب عربی ال بور پ یش
(۵) الاجازة ، شعبۂ تفسیر وعلو آن، الا ال الشریف مصر
(۶) فی الافتا ارالا قا ہ مصر
(۷) ایم۔اے۔علوم اسلامیہ، جامعہ ملیہ اسلامی ہلی

مشغلہ: ریس، تبلیغ، تحقیق، تصنیف
ریس مدرسہ عالیہ ایوں
کٹر الا انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اس ایوں
نی ر ی نیو ایج اینڈ ریسرچ سی ہلی

مقالات و مضامین: تقریبا ساٹھ مقالات ومضامین ہ ک کے مختلف رسائل میں ئع ہو چکے ہیں:

تصنیف:
(۱) حدی افتراق ا تحقیقی مطالعے کی روشنی میں (مطبوعہ)
(۲) آن کریم کی سائنسی تفسیر ا تنقیدی مطالعہ (مطبوعہ)
(۳) ال قدسیہ (مطبوعہ)
(۴) خامہ تلاشی (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

(۵) تذکرۂ شمس مارہرہ، (مطبوعہ)

(۶) عربی محاورات وتعبیرات (مطبوعہ)

(۷) قصیدۂ ق تمیمی ایک تحقیقی مطالعہ (مطبوعہ)

(۸) افہام وتفہیم (زیر طبع)

(۹) اسلام اور حسن خلق (زیر طبع)

(۱۰) اسلام، جہاد اور دہشت گردی (زیر طبع)

(۱۱) وارثین انبیا (زیر طبع)

(۱۲) مسائل تقلید واجتہاد (زیر طبع)

(۱۳) تحفظ توحید کے نام پر کتب اسلام میں تحریف (زیر ترتیب)

ترتیب و تقدیم:

(۱) تذکرۂ [illegible] (مطبوعہ)

(۲) خطبات صدارت مولانا مفتی عبدالقدیر بدایونی (مطبوعہ)

(۳) مثنوی غوثیہ مولانا مفتی عبدالقدیر بدایونی (مطبوعہ)

(۴) علوم حدیث (مطبوعہ)

(۵) ملت اسلامیہ کا ماضی، حال، مستقبل مولانا حکیم عبدالقیوم شہید بدایونی (مطبوعہ)

(۶) اکمل التاریخ، مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی (مطبوعہ)

(۷) تذکرۂ نوری، مولانا غلام شبر نوری (مطبوعہ)

(۸) قصیدتان رائعتان، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں (مطبوعہ)

ترجمہ، تخریج، تسہیل، تحقیق:

(۱) احقاق حق (فارسی) مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)

(۲) عقیدۂ شفاعت مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)

(۳) من[illegible] فی تحقیق مسائل ا[illegible] (عربی) مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ)

(۴) الکلام السدید فی تحریر الاسانید (عربی) مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ)

(۵) تحفۂ فیض (فارسی) مولانا عبدالقادر بدایونی (زیر طبع)

(۶) طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول) مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی (مطبوعہ)

(۷) اکمال فی بحث شد الرحال (فارسی) مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)

(۸) مکاتیب فضل رسول (فارسی) مولانا فضل رسول بدایونی (زیر طبع)

☆☆☆